











# قصیدہ

در مع حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی

سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(از مولانا عبد الرسول کلاں نقشبندی مجددی ساکن بکھرا تحصیل ضلع شاہ)

عجب ہے رعب شانانہ مجدد الف ثانی کا  
علوم و فضل و عرفاں میں نہیں کوئی مثال کا  
سلاطینِ زمان پھرتے تھے ہو کر سزنگوں اُس وقت  
ہوئے عالمِ زمانہ کے سبھی داخل غلامی میں  
مجدد دوسرا ایسا نہیں اسلام میں کوئی  
ہیں شرق و غرب میں حلقے طرقت آپ کے ہر سو  
ہیں لاکھوں شیخ کامل فیضیاب آفاق میں ہر طرف  
بنائے علم و عرفاں میں کوئی ہمسر جو حضرت کا  
ہیں مکتوبات گنجینہ کوئی کم فہم کیا سمجھے  
معارف خاص قرآنی حقیقت دین و سنت کی  
ولی اللہ مریدان کے ہیں قائل علم و عرفاں کے  
نہیں ہے لہٰذا تمیمیہ نہ قیم ان کا ہم پلہ

ہے ہر سو شہر و شیرانہ مجدد الف ثانی کا  
یہ ہے رتبہ بزرگانہ مجدد الف ثانی کا  
دما دم دم مریدانہ مجدد الف ثانی کا  
تھا اُن کے دل میں کاشانہ مجدد الف ثانی کا  
یہ ہے منصب جُداگانہ مجدد الف ثانی کا  
وسیع اتنا ہے پیمانہ مجدد الف ثانی کا  
محبت ہر یک ہے مستانہ مجدد الف ثانی کا  
وہ ہے نادان و بیگانہ مجدد الف ثانی کا  
کلام اعلیٰ حکیمانہ مجدد الف ثانی کا  
ہے ہر قول صفیانہ مجدد الف ثانی کا  
مودب ہیں غلامانہ مجدد الف ثانی کا  
ہو ہمسر کیسے گورانہ مجدد الف ثانی کا

تو کرب ختم نظم اے مجدد اور دائم تو ہو حاد

غلام خستہ دیوانہ مجدد الف ثانی کا

۱۳۶۱ھ جنوری ۱۹۴۲ء



# شذرات

(از مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکا خیل)

مسلمانوں اور ”وسیع المشرب“ ایمانداروں کے جذبات میں کچھ ہیجان پیدا نہ ہوا۔ غیرت دینی۔ حمیت مذہبی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئی۔ تبرا بکے والے صدیق و فاروقؓ کے قبائے ناموس کو پارہ پارہ کرنے والے، ام المؤمنین کے دامن عفت و عصمت کو داغدار کرنے والے ان کی نظروں میں ویسے کے ویسے مسلمان رہے بلکہ مسلمان کیا۔ مسلمانوں کے لیڈر۔ رہنما۔ رہبر۔ سارے ہندوستان کے نوکر و مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا۔ غاصب و اولی الابصار

جب مسلمانوں کے احساس مذہبی کی زبوں حالی اس درجہ پر ہو چب ہندو اسلام کا اس قدر افلاس ہو۔ جب حمیت دین و ایمان کا اس قدر اعوان ہو۔ تو پھر ضلالت و گمراہی کسی گمراہ کے نہا خانہ قلب میں جا کر خاموشی سے کیوں جاگزیں رہے۔ ملحدانہ خیالات کسی کے دماغ میں کیوں مجبوس رہیں۔ انہیں برسر عام کھلم کھلا اپنی پناہ دیجئے۔ انہیں برسر ہو کر ناچنا چاہیئے۔ کیونکہ ڈر کس سے خوف کس کا۔ جب وجود خدا کا یقین نہیں تو خدا کی خشیت پھر کیوں۔ مسلمان قبروں میں اور مسلمان کتاب میں اپنے کو مسلمان کہانے والے لوگوں میں سے امراء و ساء و وزراء و صاحبان اقتدار یا تو اپنی اپنی عیاشیوں میں مصروف ہیں یا اپنی سیاسی تدابیر کے گورکھ چھندوں میں اس قدر منہمک۔ کہ نہ انہیں مذہب کی کچھ پروا۔ اور نہ ان ”فضول جھگڑوں“ میں پٹنے کی فرصت۔ اہل قلم و بیان جرائد و رسائل ایسے خشک ملایا نہ مباشرت میں پڑ کر اپنے رنگین صفحات کو کیوں بے مزہ کر دیں۔ ایسی چھیڑ چھاڑ اور ایسی روک ٹوک کر کے رسالہ کی ”ادبی شان“ اور اخبار کی اخباری حیثیت فنا ہو جائے گی اور نیز ان کے بھی ”مذہب خاص“ خصوصی“ ہوتے ہیں جن پر مذہب کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ انگریزی خوان یعنی انگریزیت زدہ طبقہ کو تو غالباً مذہب

گستاخی و وریدہ دہنی کی انتہا ک اس دور دہریت والحاد اور زمانہ پُر رفت میں کوئی شدید سے شدید گمراہی اب چننا قابل استعجاب نہیں رہی۔ منذوبات و سنن کی تضحیک و استہزاء سے ابتدا ہوئی۔ جبہ و دستار۔ تسبیح و مسواک، اسلامی وضع قطع، کی توہین و تحقیر اور علم و علماء کی مخالفت کی ہم شروع ہوئی۔ ”روشن دماغ“ مسلمانوں نہ وسعت مشرب کے عنوان سے نہ صرف یہ کہ اس کو برداشت آنا عتیقہ کو دقیانوسی چیزیں اور موانع ترقی سمجھ کر خود بھی پلے ہو گئے۔ جب پہلی منزل میں لادینی کو کامیابی کی جرات اور بڑھ گئی۔ اور واجبات و فرائض پر شکر بائے لکھ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ قربانی پر پھتیاں اڑانے پر جملہ کئے کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب اس کو سبھی ”دریادل“ ”روادار“ ”وسیع النظر“ مسلمانوں نے کچھ برا محسوس نہ کیا۔ اور تمام ارکان اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کی سعی و کوشش کے باوجود ایسی کوشش کرنے والے ”مسلمان“ ”مسلمان“ ہی رہے۔ اور ان کا کوئی احتساب نہ کیا گیا۔ تو حزب الشیطان کے جو حصے اور بڑھ گئے اور حزب اللہ پر دست درازیوں کا آغاز ہوا۔ برسر بازار برسر جلا شیع پر پلیٹ فارم پر اخبارات کے کالموں اور رسائل کے صفحات پر صحابہ رسولؐ کو گالیاں دی جانے لگیں۔ تبرا بازی کا فتنہ اٹھا۔ جن پاک نفوس کی برکت سے ہم تک اسلام پہنچا۔ دین کے اصول و فروع معلوم ہوئے۔ قرآن مجید کی آیتیں ملیں۔ کلام اللہ کس معافی و حکم سے روشناس ہوئے۔ جن کی جہان نشانیوں اور خدا کا پلہ نے چار دانگ عالم میں اسلام کا علم لہرایا۔ اسلام کی اور مسلمانوں کی لالچ رکھ لی۔ انہیں نفوس قدسیہ کو خاک بدین دشمن منافق غدار خائن اور نعوذ باللہ کیا کیا کہا گیا۔ پھر بھی ”روادار“

اور مذہبیات سے صرف رسمی اور اسمی تعلق ہے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس تقلیدی پھندے سے نکل کر آزاد ہو جائیں عملاً تو نکل ہی چکے ہیں۔ بعضوں کو صرف خاندانی بندشیں کھل کھلا اعلان کی اجازت نہیں دیتیں۔ اس لئے وہ تو اس لادینی کے عوم و شیوع کو اپنی تائید سمجھ کر اور بھی خوش ہوتے ہیں۔ عام دیہاتی مسلمانوں کو نہ صرف ان چیزوں کا پتہ۔ اور نہ اس کی تردید کے ذرائع و وسائل رہ گئے۔ پچارے علماء جن سے ضلالت و گمراہی کچھ سہی جاتی تھی۔ مگر اب اکثر بیت کا دوٹ اپنی طرف دیکھ کر علماء سے بھی گھبراہٹ نہیں رہی۔ کہ ان پچاروں کی سنٹا کون ہے؟

جب ہماری بے حسی کی حالت یہ ہے۔ تو مسلمانوں جیسے نام رکھنے والے خوف خدا سے "بے نیاز" گستاخ "بے ادب" "ادیب" نے شیطانی نقش و نگار سے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش شروع کی۔ علی الاعلان کہا گیا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بنایا ہوا عربی کلام ہے یعنی وہ کچھ کہا بوشکرین مکہ کہا کرتے تھے۔

فلو کان قلب من حدید اذانیہ

ولو کان من صہم الصفا لتصدعا

ایسے خال و خالی کے رسالے مسلمان نوجوانوں کے مطالعہ میں آتے رہتے ہیں نہ معلوم کتنے نادانوں اور کمزور یقین والے لوگوں کا ایمان غارت ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ ان "ادبی" خرافات کے خریدار اور پڑھنے والے اکثر ایسے ہی کمزور طبع، موم صفت، اور مذہبی علوم سے بے بہرہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔ ایسی صریح گمراہی پھیلائی گئی مگر وہ پھیلائے والا ابھی تک اس لئے مسلمان سمجھا جاتا ہے کہ اس کے نام کے اخیر میں کوئی لال یا چند یا سنگ لکھا نہیں۔ اور مسلمان کے گھر اس کا تولد ہوا ہے۔ اب وہ جو بھی عقیدہ رکھے مسلمان ہی رہے گا کیونکہ موجودہ دور کے "مفتیوں" کا تو یہ فتویٰ ہے ہی کہ اسلام کا دائرہ تنگ نہیں۔ جیسا کہ مولویوں نے تنگ کر رکھا ہے

قد اذیر الامر حتی ظل احتیا

ابو حبیۃ یفتی وابن شداد

پھر شاعرانہ تخیلات کی جوانی کے لئے تمام دوسری چیزوں کو چھوڑ چھار کر جدت طلبی کے خیال سے ابلیس کو منتخب کیا گیا۔ اور اس کو مؤرخہ اعظم اور پہلا مؤرخہ ثابت کرنے کے لئے "لطیف" استدلال اور نازک اور اچھوتے خیالات پیش کئے گئے انسان سے نادانستہ غلطی ہو کر قی ہے۔ شاعرانہ لغزشیں ہوتی رہتی ہیں۔ تنبیہ کے بعد اپنے قصور کا اقرار کر کے اللہ سے معافی طلب کرتا تو بہتر ہوتا۔ مگر شعر کی پیغمبری، علم و فضل کا ادعا۔ اعتراف گناہ سے مانع ہوا۔ انا خیر منہ کہنے والے کی طرح جتیں پیش کی گئیں باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے کس قدر تحریف سے کام لیا گیا کتنے بزرگوں کی توہین ہوئی۔ اور کلام الہی کے مقابل میں کلام شعر و کلام طبع میدان میں لایا گیا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر پچارے علماء کے سوا کسی نے گوشہ چشم سے بھی نہ دیکھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔

"ساقی" کا سہ آتش ام الخبائث

اور شاعرانہ کی تحقیر جنت و نعمائے جنت کی تصحیک احکام اسلام رسول پر تبرا رہی قرآن مجید کو کلام انسانی اور ابلیس کو مؤرخہ اعظم قرار دینا۔ یہ سب باتیں تو پوری ہو چکی تھیں۔ مگر دہلی نے اپنی مرکزیت کی شان ایک اور رنگ میں ظاہر کی۔ اور دہلی کے "ساقی" نے ہر مسلمانوں کو کچھ ایسا سہ آتش شراب پیش کیا ہے جس کی تیزی اور خمار ان سب سے بڑھ کر ہے۔ غلاظت کا پرمخز، انبار جو "ساقی" نے مسلمانوں کی ضیافت طبع کے لئے پیش کیا ہے اس کے چند غلیظ اجزا اور اس پر مولانا عبدالمجید صاحب دریا آبادی بڑے صدق کا نوٹ صدق کے حوالہ سے آپ اس مضمون کے آخر میں لفظ فرمائیں گے۔ مضمون نگار اگرچہ غیر مسلم ملحد و دہریہ ہے لیکن شائع کرنے والا۔ اس کی داد دینے والا ذمہ دار مسلمانوں جیسا نام رکھنے والا اور مسلمان خاندان سے پیدا ہونے والا شاہراہ احمد ہے یہ صاحب غالباً ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے پوتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس نے ڈپٹی صاحب کی ایک ایسی ہی قابل اعتراض کتاب

”شخص غیر مسلم بن جاتا ہے۔ اگر خدا و رسول کی شان میں گستاخی کرنا اس دائرہ سے باہر نکلنا نہیں تو پھر دنیا میں وہ کونسی صورت ہوگی جس کو ہم کہہ سکیں گے کہ یہ دائرہ اسلام سے خروج ہے۔ اسلام اسی، رسمی، نسلی، لونی مذہب نہیں کہ جب نام ”غلام احمد“ ”عنایت اللہ“ ”عبد اللہ“ یا کوئی ”خان“ اور ”نیاز“ ”شاہد“ ہے اور مسلمان کے گھر میں اس کی پیدائش ہوئی ہے تو اب وہ اخیر دم تک بہر حال مسلمان رہے گا۔ اگرچہ وہ سب کچھ بکتا رہے اور سب کچھ کرتا رہے۔ اگر کسی ”مولوی“ نے کچھ نکتہ چینی کی۔ توجیٹ قدامت پرستی اور دقیا نو سیت کا طعن ہے یا یہ کہ مولوی خواہ مخواہ مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔ حالانکہ کافر بننے وہ خود ہیں۔ ہمارے مولوی صرف کافر بتاتے ہیں۔“

میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ صرف اڈیٹر ساقی کے لئے نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ نئی تعلیم کی برکت سے لمحوں، دہریوں، مزکیوں کی پوری جماعت ہندوستان کے ہر شہر و قصبہ میں موجود ہے وہ مسلمانوں کے لباس میں رہتے ہیں۔ مسلمان والدین کے بہت سے ”چشم و چراغ“ ایک قادر مطلق کے وجود کو صرف انسانی تخیل اور ذہن کی تخلیق سمجھتے ہیں۔ اور ان کی نظروں میں مذہب ایک مضحکہ خیز تصور ہے اور وہ ہم پر ستاروں کا مشغلہ ان کو بھی اتنی جرات نہیں ہوتی کہ علی الاعلان مذہب اور خدا کے مذہب کی مخالفت کے لئے صف آرا ہو سکیں۔ ہاں بعض غالی اور پرعروش اور ذرا زیادہ بے حیا اور بے باک لوگوں کے قلم سے اکثر ”اویسا نہ مضدین“ یا شاعرانہ تخیلات کے رنگ میں ان ادبی رسائل میں یہ اندرونی ضبابت اور متعفن غلاظت پھوٹ نکلتی ہے۔ لیکن اگر مذہب و ملت کا پاس رکھنے والے مسلمانوں نے اس فتنہ کے تدارک و استیصال کا ابھی سے کوئی مکمل انتظام نہ کیا۔ اور پہلے کی طرح اب بھی رواداری (جو کہ حقیقتہً ملامت فی الدین ہے) سے کام لیتے رہے تو اس شجرہ خبیثہ کی جڑیں بہت دوتک پھیل جائیں گی۔ اور انگریزی تعلیم کی وجہ سے مستعد دماغوں اور سناک مٹی میں اس خم ریزی کے بعد اس کے پھلنے پھولنے

”امہات الامہ“ کو دوبارہ شائع کر کے فتنہ کو تازہ کیا تھا جس کو ڈپٹی صاحب نے خود اپنی زندگی میں تلف کیا تھا۔ کتاب کے دوبارہ شائع ہونے کے بعد جب رائے عامہ نے اس کی بڑی مخالفت کی۔ تو اس نے اس کی اشاعت کو روکنے کا اعلان کر دیا تھا مگر جس طرح ”نیاز“ نے بارہا تو بہ سے تو بہ کی۔ اور بدنام ہو کر نام پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح یہ شخص بھی اپنے خبیث باطن سے مجبور ہوا۔ اور ایک ایسے گندہ مضمون کو اپنے رسالہ کے ذریعہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے اس کی داد بھی دیتا ہے اور اُسے پر مغز بتلا کر مسلمان نوجوانوں کو اس کے بغور پڑھنے کا مشورہ دے رہا ہے۔ مضمون میں کیا ہے۔ کونسے تفائق ہیں۔ کونسی علمی تحقیق ہے؟ کچھ بھی نہیں! صرف بکواس ہے۔ بھانڈوں کی طرح متشعر ہے۔ خود خدائے قدوس کی شان اقدس میں گستاخی ہے۔ دریدہ دہنی ہے۔ اور تین او او العزم پیغیران اللہ کے ستادوں اور خاص کر آقا کے نامدار کی ذات گرامی کی توہین جس ہے۔ اس پر بھی کسی کی رگ حمیت نہ پھڑکے۔ غیرت تو بیڈ ہار نہ ہو۔ جذبات میں تلاطم برپا نہ ہو جائے۔ تو پھر اس کا ایسا ہواں۔ اسے اسلام سے کیا نفرت! اُسے محمدی کہلانے کا کیا حق! ایسی موٹی موٹی باتوں سے بھی درگزر کرنا بے بسی کی انتہا ہے۔

اذا انت لہر عشق ولہر تد ر ما الہوئی  
نکن حجر اصن جامد الصخر جلمدا

اس قدر تائید کے ساتھ کفر بواج کو رسالہ میں ”شائع کرنا۔ اگر رضا ہالکفر نہیں تو اور کیا ہے۔ خود اڈیٹر کا اپنا مسلک و عذیرہ نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور رضا ہالکفر کا کفر ہونا مسلم ہے درحقیقت ہماری وسعت مشرب اور بے جا وسیع النظری نے ان بے ایمانوں لالہ بالیوں کو اس قدر دلیر کر دیا ہے کہ جو کچھ جی میں آئے بے کھٹکے بک جاتے ہیں۔ ان کا اسلام کچھ ایسا لوسے کی لٹ ہے کہ بی تمیز کے وضو کی طرح کبھی بھی کسی طرح سے نہیں ٹوٹتا۔ یہ تو ہم بھی تسلیم کریں گے کہ اسلام کا دائرہ تنگ نہیں۔ مگر یہ تو یقینی ہے کہ اسلام کا ایک دائرہ ہے جس سے باہر نکل کر کوئی



گندہ دہنی کا ایک نیا مظاہرہ کی "ایک زمانہ تھا (صدق) جب مظلوم انسانیت

اپنی روح کی فلاح کے لئے ہی نہیں، بلکہ اپنی تمام مادی و جسمانی ضرورتوں کے لئے بھی پیغمبرانِ دین کی طرف آنکھیں اٹھاتی تھیں کرشن، بدھ، زرتشت، موسیٰ، عیسیٰ، محمدؐ کی طرف دنیا کیسے جاتی تھی..... یہ سب پیغمبر سیاسی باغی تھے اور غور کرو تو سب کے سب لاندہب تھے۔ لیکن کل تک جو حال رہا ہو آج یہ حال ہے

کہ نہ تو ان پیغمبروں کا مذہب آڑے سکتا ہے۔ نہ ان کی لاندہبیت ہمارے کام آسکتی ہے۔ ان کا قائم کردہ نظم زندگی آج بے فنی ہی نہیں، ضرر رسان ہے۔ خدا کی عمر کتنی ہو چکی اس کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے۔ خدا اور خدا والوں کو اب دنیا کے بالاتفاق فیصلہ سے پیش دے دینا چاہیئے۔ انہوں نے بہت دنوں دنیا کی خدمت کی۔ اب آرام کریں۔ اب ذرا لاندہبیت کو موقع دیں۔

جس کے قلم نے یہ غلاطی اگلی ہے وہ ایک پیدا نشی ہے اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملحد۔ اس کا نہ شرک قابل التفات، نہ اس کا الحاد قابل اعتناء، لیکن یہ ساری گندگی شائع ہوئی ہے ایک ایسے "ادبی" رسالہ کے نومبر نمبر میں جو مغربی، جو ایک مسلمان کی ادارت میں دہلی سے نکل رہا ہے اور اس کے پڑھنے والے بھی یقیناً ہندوؤں سے کہیں زیادہ مسلمان ہی ہوں گے! سوال اس مسلمان اڈیٹر سے ہے۔ اس کی برائے نام اس معیت سے ہے اس کی غیرت و حمیت سے ہے۔ اس کے احساسِ شرافت سے ہے۔ یہ سوال اس رسالہ کے صد ہا مسلمان کہلائے والے ناظرین سے ہے۔ وہ کیا سمجھ کر اب تک خاموش رہے؟ کیا سوچ کر وہ اب تک بے حس بنے رہے؟

دہلی مسلمانوں کا شہر ہے۔ اسلامی علوم کا، اسلامی تمدن کا مرکز ہے۔ صدر مقام آل انڈیا مسلم لیگ کا ہے۔ جمیعتہ العلماء ہند کا ہے۔ بڑے بڑے عالموں، فاضلوں، دین کی حمیت رکھنے والوں، خدا رسول کے ناموس پر کٹ مرے والوں کا شہر ہے۔ بڑے بڑے پرجوش و غیرت مند دین کی خدمت کرنے والے احساسِ ملی رکھنے

کا بہت خوف ہے۔ اور پھر اس کا بیخ و بن سے اکھاڑنا بہت مشکل ہوگا۔ اب بھی ہم غفلت برتیں اور یہ سب کچھ دیکھیں کہ خاموش بیٹھے رہیں۔ تو بس پھر سمجھنا چاہیئے کہ ہماری مسلمانی کا دیوا نکل چکا ہے۔ اور اس زندگی سے مکر فنا ہونا ہمارے لئے بہتر ہے۔

وان نحن لہ نملک دفاعا لحادث  
تبلغہ بہ الا یام فاموت اجمل

افسوس کہ ہماری شامت اعمال سے اسلامی حکومت نہیں رہی۔ اگر فتاویٰ عالمگیریہ کی تدوین کا زمانہ ہوتا۔ تو فتاویٰ عالمگیریہ کے قانون تحریری کا حکم نافذ ہو سکتا۔ اب تو ہم بے بس ہیں "انڈیا" کی ڈیفنس کے لئے دفعات موجود ہیں لیکن مذہب اور بانیانِ مذاہب کی عزت کے ڈیفنس کے لئے کوئی مؤثر دفعہ موجود نہیں بلکہ احتجاج تو کر سکتے ہیں۔ مخالفت کی آواز تو اٹھا سکتے ہیں۔ تو جو تو دلا سکتے ہیں۔

دل میں تو کچھ نہیں ہے دم و دوداے ظفر۔ اک آہ رہ گئی ہے فقط ان کے پاس پس تمام مدیرانِ جرائد و رسائل اور عام مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ پورا دباؤ ڈال کر اس کو محسوس کرائیں۔ کہ شاہد کا یہ فعل عظیم الشان گستاخی کا ارتکاب ہے۔ کروڑوں اہل مذاہب اور خصوصاً مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کرنا ہے۔ جذبات کو براہِ نیجنتہ کرنا ہے اور خواہ مخواہ کا ہیجان پیدا کرنا ہے۔

اچھی نہیں ہیں آپ کی محشر خرامیاں دنیا کو اس طرح تہ و بالا دیکھئے اور اسے مجبوراً کرنا ہے کہ وہ صدقِ دل کے ساتھ خدا کے واحد کی درگاہ میں بھی تائب ہو جائے اور اپنے فیالات سے جوع کرنے کا بار بار اعلان کرے۔ امید ہے کہ دہلی کے باعزت مسلمان جلد از جلد فتنہ کی اس آگ کو بجھا دیں گے اور دہلی جیسے اسلامی روایات کے حامل اور مذہبی شہر پر جو یہ ایک بد نما داغ ہے۔ اس کو جلد از جلد دھو ڈالیں گے۔

رکھنے والے، اخبارات و رسائل کا شہر ہے۔ سوال ان سب سے ہے۔ ان سب کے احساس فرض سے ہے۔ بالکل کھلے ہوئے احساس فرض سے ہے۔ علمی دلائل کا جواب دلائل سے دیا جاسکتا ہے تنقید شبہات کو سنجیدگی سے دُر کیا جاسکتا ہے لیکن بازار ہی بھتیوں اور طنز و تمسخر کے جواب میں کوئی بتائے کہ اس دنیا میں کس کے ہاتھ میں کوئی قوت ہے بجز حکومت وقت کے شکنجے کے یا رائے عامہ کے تازیانے کے، تو بہن مذہب کے جرم کا اطلاق اگر اقتباس بالا پر بھی نہیں ہوتا، تو خدا ربنا بلائیے۔ آخر پھر کس عبارت پر ہوگا۔ (اور یہ تو اس گندہ مضمون کے صرف ایک نمونے کا اقتباس ہے باقی مذہب پر حملے تو مضمون میں شروع سے آخر تک ہیں)

اڈیٹر اس گندہ دہنی کو صرف چھاپتا ہی نہیں ہے اس کی داد بھی دینا چاہتا ہے۔ اپنے ایڈیٹوریل میں اسے ”پر مغز“ بتاتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اسے بعض مضامین کے ساتھ بہت دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ کیا کہنے ہیں اُس دلچسپی کے جو اپنے باپ دادا کے نہیں محض کسی قوم و ملت کے معتقدوں بزرگوں کے نہیں بلکہ خود حق تعالیٰ کے ساتھ بھانڈوں کی طرح کا تمسخر کر کے حاصل کی جائے۔

فتنہ کار قبحہ ”اَل لہٰ دیا“ ہے ہر وہ شہر اور قصبہ ہے جہاں اس رسالہ کی پہنچ ہو سکتی ہے اور اس لحاظ سے اس پر توجہ سارے اسلامی ہندوستان پر فرض ہے لکھنؤ اور لاہور پنجاب اور دکن بہار اور یوپی سب ہی کہیں کے اخبارات اور اسلامی اداروں کے ذمہ ہے۔ لیکن اصلی اور سب سے بڑی ذمہ داری ظاہر ہے کہ خود دہلی ہی کے ذی اثر و غیرت مند افراد، اور اخبارات اور اداروں پر ہے۔ کیا خدا نخواستہ تغافل اب بھی رہے گا۔ (دماغ و از صدق لکھنؤ، شہر)

### جا بلانہ دعویٰ

”کرشن، بدھ، زرتشت، موہنی، عیسیٰ، محمد.....“  
یہ سب پیغمبر سیاسی باغی تھے۔ اور غور کرو تو سب کے سب لامذہب تھے۔“

مزوک کے ایک جدید پیر نے رسالہ ساقی (دہلی) کے نمبر نمبر ۱۰ میں کہا۔ اور کہہ کر گویا روشن خیالی اور جدت طرازی کا آخری ہفتخوار سرگردا لا۔ اس جاہل مدعی علم سے کوئی پوچھے۔ کہ

ان چھ ناموں میں سے پہلے تین کی پیغمبری کا کیا ثبوت اس کے پاس ہے؟ ثبوت اعلیٰ انہیں ادنیٰ ہی سہی۔ ان تینوں نے پیغمبری کا دعویٰ کب اپنی زبان سے کیا ہے؟ اور خود ان کے پیرو کب انہیں پیغمبری کے مفہوم میں اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں؟ پیغمبری کا دعویٰ پچھلے تینوں نے بے شک کیا۔ اپنے دعوے کے ثبوت دیئے۔ دنیا نے ان کی پیغمبری تسلیم کر لی۔ ہر دور میں مشرکوں۔ ملحدوں۔ مزدکیوں کے باوجود ان کی پیغمبری تسلیم کی۔ اور آج بھی کر دڑا انسان ان کی پیغمبری کے قائل ہیں لیکن یہ تینوں ”سیاسی باغی“ جس معنی و مفہوم میں آج یہ لفظ بولے جاتے ہیں۔ کب رہے ہیں؟ لفظ کے گستاخانہ اور بدتمیزانہ پہلو کو چھوڑیے محض واقعہ کے لحاظ سے تاریخ سے دریافت کر کے جواب عنایت ہو۔ موسیٰ علیہ السلام جب سے صاحب شریعت نبی ہوئے اور توریت کا قانون اپنی امت کے لئے لائے۔ کب انہیں کسی سے بھی سیاسی بغاوت پیش آئی؟ حاکم تودہ خود ہی تھے وہ ”سیاسی بغاوت“ کرتے بھی ٹوکس سے کرتے؟ وقوع الگ رہا۔ اس کا امکان ہی کیا تھا؟ رہے حضرت عیسیٰ، تو ان کی ساری نزاع اپنے ہی فرقہ و قوم بنی اسرائیل کی دینی اور اخلاقی زندگی سے تھی۔ حکومت وقت (رومن گورنٹ) سے انہیں کوئی سروکار ہی نہ تھا اور انجیل میں لکھا ہوا اُن کا یہ مشہور فقرہ تو آج ہر انگریزی تعلیم یافتہ کی زبان پر ہے کہ

”خدا کو وہ دو جو خدا کا حق ہے اور قیصر کو وہ وہ جو قیصر کا حق ہے“

آخر میں ان کے دشمن یہود نے ان کے مقدمہ کو سیاسی رنگ دینا چاہا بھی، تو ان کا جھوٹ فوراً کھل گیا اور عدالت کے سامنے یہ ضرب دی کچھ دیر بھی چل سکی۔ دو نام یہ ہو چکے۔ اب تیسرا اور آخری نام ہمارا قادیمر دار کا آتا ہے سو آپ نے کیا حجاز یا عرب کی حکومت چاہی تھی؟ کیا آپ نے ملکہ کی جہیز اُٹ کر کوئی اور پُتہ؟ (سیاسی قسم کی قائم کرنیکی فکر کی تھی؟ کیا آپ کی نزاع قریش سے آئینی، دستوری قانونی مسائل پر تھی؟ کیا آپ کے بڑے سے بڑے دشمن و لڑکے آپ کی حیثیت اپنے سیاسی حریف کی سمجھی؟ اور پھر ان جیسی مذہب مجسم ہستیوں کو ”لامذہب“ لکھ مارنا اگر سوشلزم اور مزدکیت کے ادبیات میں کوئی صنعت تضاد ہے جب تو فیور نہ

کے لڑکے ان کے لڑکے کی جہیز اُٹ کر کوئی اور پُتہ؟ (سیاسی قسم کی قائم کرنیکی فکر کی تھی؟ کیا آپ کی نزاع قریش سے آئینی، دستوری قانونی مسائل پر تھی؟ کیا آپ کے بڑے سے بڑے دشمن و لڑکے آپ کی حیثیت اپنے سیاسی حریف کی سمجھی؟ اور پھر ان جیسی مذہب مجسم ہستیوں کو ”لامذہب“ لکھ مارنا اگر سوشلزم اور مزدکیت کے ادبیات میں کوئی صنعت تضاد ہے جب تو فیور نہ

# فضائل محرم الحرام و واقعات کربلا

(اموالنا صفتی عبدالقادر صاحب لاہور)

خلاق زمین و زماں نے انضباط زماں کو اس طرح معتمد فرمایا ہے کہ برس بارہ ہینے کا ہے۔ ان میں سے چار ہینے حرام کہلاتے ہیں۔ بقول تاملے ان عداۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر مشہور فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منها اربعۃ حرم ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیہن الفسکم۔ سال کے بارہ ماہ میں ذی قعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ جب اشہر حرام ہیں۔ ان میں غضب و قتل نہ کرنا چاہیئے۔ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ سال بارہ ماہ کا ہے۔ جیسے کہ اب بھی یہی معتاد جاری ہے۔ ہر ایک قوم کا برس بارہ ماہ کا ہے اہل اسلام کا سال یکم محرم سے شروع ہوتا ہے اور نصاریٰ کا جنوری سے نفیس علیٰ ہذا فضیلت کے لحاظ سے ماہ محرم کی بڑی شان ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں سکونت فرمائی۔ یہی سکونت موجب اشاعت اسلام ہوئی۔ مدینہ منورہ اور اس کے مضافات میں لشکر اسلام نے جنود کفار کو ہر طرف سے شکست دی۔ آخر الامطو عا وکر ہا مطیع اسلام ہوئے۔ ان سب امور کی ابتداء سی ماہ محرم میں ہوئی۔ اس حسن و خوبی کی وجہ سے اکابر اسلام نے اسلامی تاریخ محرم سے قرار دی ہے۔ اس ماہ مبارک میں فرعون غرق ہو گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی اسلامی جماعت کو لے کر مملوکات فرعون پر قابض ہو گئے یہ نہایت مسرت کا مقام تھا۔ لہذا اس کے شکر یہ میں آپ نے روزہ رکھا۔ اور آپ نے اصحاب کو بھی روزہ رکھنے کا حکم صادر فرمایا تھا بخاری صفحہ ۲۶۸ میں عن ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

المدينة فذی الیہود لقوم یوم عاشوراء فقال ما هذا یوم صالح هذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوہم فصامہ موسیٰ قال فانا احق بموسیٰ منکم فصامہ و امر بصیامہ۔ چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اصول دین میں باہم متحد ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اپنے اصحاب کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ عن سلمۃ بن الاکوع قال امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً من اسلمان اذن فی الناس ان من کان اکل فلیصم بقیۃ یومہ ومن لم یکن اکن فلیصم فان الیوم یوم عاشوراء۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلم قبیلے کے ایک شخص کو منادی کرنے کے لئے بھیجا اس کو فرمایا کہ تو لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس نے کچھ کھلایا ہو باقی دن نہ کھائے اور جس نے نہ کھلایا ہو وہ روزہ رکھے۔ کیونکہ یہ عاشورہ کا روزہ ہے۔ اس میں روزہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اس روز کی عظیم کفار قریش کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ اس روز روزہ رکھا کرتے تھے۔ عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء تصومہ قریش فی الجاہلیۃ و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم فی الجاہلیۃ فلما قدم المدینۃ صامہ و امر بصیامہ فلما فرعن رمضان نزل یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ ام المسلمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ عاشورے کا روزہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش رکھا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھا کرتے تھے۔ جب سرور عالم مدینہ منورہ تشریف لائے اُسے تو آپ نے یہاں بھی عاشورے کا روزہ رکھا۔ آپ نے اصحاب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان



کاروزہ فرض ہو گیا تو عاشورے کا روزہ نوافل میں داخل ہوا۔ ایک جلیل القدر صحابی فرماتے ہیں۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول صائم عاشوراء ولم یکتب اللہ علیکم صیامہوا انما صائم فمن شاء فلیصم ومن شاء فلیفطر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے یہ عاشورے کا دن ہے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں ہے اور میرا روزہ ہے جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے وہ افطار کرے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عاشور کے دن روزہ رکھنا نافل ہے۔ اور اس کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء ان شاء صام بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشور کے روز فرمایا اگر چاہے روزہ رکھے۔ نفلی روزہ اپنی مرضی پر تو ہوتا ہے۔ اگر رکھے ثواب ملتا ہے۔ نہ رکھے گناہ نہیں ہے بزرگ نوافل سے عاشورے کا روزہ افضل ہے۔ اس پر صرف عشرے کا روزہ فوقیت رکھتا ہے۔ صیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التي قبله والسنۃ التي بعده وصیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التي قبله رواہ مسلم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عرفہ کا روزہ رکھنے سے اتنے ثواب کی امید کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک برس روزے سے قبل اور ایک برس روزہ رکھنے کے بعد کے گناہ اللہ تعالیٰ دُور کر دے۔ اور عاشورہ کا روزہ رکھنے سے گذشتہ سال کے معاصی مخاف ہونے کی امید ہے۔ عن ابن عباس قال ما رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحری صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا هذا یوم عاشوراء وهذا الشهر یعنی شہر رمضان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے اور رمضان کے روزے کا خاص اہتمام رکھا کرتے تھے۔ ان دونوں کی فضیلت ثابت فرماتے تھے۔ یہ نہایت معظم دن ہے۔ اس میں اسلامی واقعات اس کثرت سے واقع ہوئے ہیں کہ اس مختصر صفحہ میں اس کی

واقعات کمریلا لیکن سب سے زبردست واقعہ شہادتِ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۶ برس ۵ ماہ اور ۵ روز کی تھی۔ ماہ محرم الحرام ۱۱ھ کی دسویں تاریخ تھی۔ مختصر واقعہ مورخین یوں بیان فرماتے ہیں کہ ۶۰ھ میں جبکہ یزید دمشق میں تخت نشین ہوا۔ اُس نے اپنی سلطنت میں اپنی بیعت کے لئے احکام جاری کر دیئے۔ یزید کی طرف حاکم مدینہ منورہ میں ولید بن عقبہ تھے۔ یزید نے ولید کو حکم بھیجا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری امارت پر ر... بیعت لی جائے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ یزید ائمہ الخمر خالم اور خاسق ہے وہ بیعت کے لائق نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے بیعت سے انکار کر دیا۔ زان بعد آپ مدینہ منورہ سے ۴۴ شعبان کو مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے جب اہل کوفہ کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطلاع ملی۔ کہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی ہے اور مدینہ منورہ کو اس وجہ سے چھوڑ کر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کر لی۔ تو کوفہ والوں نے تقریباً ایک سو پچاس خط اس مضمون کے بھیجے کہ ہم اپنا جان و مال آپ پر قربان کرتے ہیں۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ آپ نے ان کی خواہش کی وجہ سے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو روانہ کیا اور کوفہ والوں کو تاکید کی کہ تم لوگ میرے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کی ہر طرح سے امداد کرو۔ جب حضرت مسلم کوفہ میں پہنچے تو وہاں مختار بن عبید کے مکان میں اترے بارہ ہزار آدمیوں نے بوجالت حضرت مسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ جب یہ واقعہ کو فی یزیدی حاکم نغان بن بشیر کو معلوم ہوا تو انہوں نے لوگوں کو زبانی دھمکی دی۔ لیکن کشت و خون کسی قسم کا نہ کیا۔ چونکہ نغان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تساہل سے کام لیا۔ یزید کے احباب مسلم بن یزید اور عمارہ بن ولید نے یزید بن معاویہ کو زبردست شکایت لکھی کہ یہاں امام مسلم تشریف لائے ہوئے ہیں لوگوں سے تمہارے خلاف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بیعت لے رہے

ہیں اور والی کوفہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل تساہل اور تقاضے سے کام لے رہے ہیں۔ اس رپورٹ کے پہنچتے ہی یزید نے والی کوفہ نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا اور دوسرا حاکم عبید اللہ بن زیاد اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ عبید اللہ بن زیاد پہلے بصرے کا حاکم تھا۔ یزید نے اس کو دباں کوٹے کا حاکم مقرر کر دیا۔ عبید اللہ نہایت چالاک شخص تھا۔ کوفہ میں اہل حجاز مکہ والوں کی پوشاک پہن کر مکہ کی راہ سے کوفہ میں رات کے وقت داخل ہوا۔ بہ سبب تاریکی شب کے لوگ امتیاز نہ کر سکے۔ اہل کوفہ اس خیال سے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لارہے ہیں استقبال کے لئے دوڑے۔ مگر جب ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر مقدم کہتے تھے اور عبید اللہ نہایت خاموشی کے ساتھ سرکاری مکان میں داخل ہو گیا۔ صبح کے وقت عبید اللہ نے لوگوں کو جمع کیا ان کو یزیدی حکم سنایا اور ان کو ڈرایا اور نہایت حکمت عملی سے مسلم بن عقیل کی جماعت کو متفرق کیا۔ حضرت مسلم بن عقیل خوف کے مارے پانی بن عروہ کے مکان میں چھپ گئے۔ عبید اللہ نے پانی بن عروہ کو گزرتا کرنے کے لئے محمد بن اشعث کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اور اس نے پانی کو قید کر لیا۔ جب پانی وغیرہ کی محبوبیت کی اطلاع امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے بیعتیوں کو خاص نشانی اور نعرے سے بلایا۔ آپ کے پاس ۴۰ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اور عبید اللہ نے رؤسا مجوسین کو حکم دیا کہ تم اپنے آدمیوں کو سمجھا دو کہ وہ امام مسلم کی رفاقت کو ترک کر دیں۔ رؤسا نے اپنے زیر اثر افراد کو امام مسلم سے علیحدہ ہونے کی تاکید کی اکثر لوگ واپس ہو کر چلے گئے۔ یکدم چالیس ہزار میں سے پانچ سو رہ گئے۔ اور جب رات زیادہ گزر گئی تو وہ پانچ سو بھی چلے گئے۔ امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا رہ گئے۔ امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا اور صرّاد مھر گھوم رہے تھے۔ ایک عورت کے مکان میں چلے گئے اور اس عورت سے پانی طلب کیا۔ اس عورت نے ان کو پانی بلایا اور اپنے مکان میں پوشیدہ کر دیا۔ اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا۔ وہ لڑکا گیا اور محمد بن اشعث کو اطلاع دی۔ اس نے

عبید اللہ کو خبر کر دی۔ عبید اللہ نے امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کرنے کے لئے محمد بن اشعث اور عمرو بن خریث کو روانہ کیا۔ جب امام مسلم رضی اللہ عنہ مکان کے محصور ہونے کی خبر ہوئی تو وہ تلوار سنوت کو باہر نکلے محمد بن اشعث نے ان کو امان دی اور ان کو عبید اللہ والی کوفہ پاس لے گیا۔ اس ظالم حاکم نے ان کا سترن سے جدا کر دیا اور ان کا جسم لوگوں کو دکھانے کے لئے پھینک دیا اور پانی کو پچاسی دے دی۔ یہ واقعہ ۳ رذی الحجۃ ۳۳ھ میں واقع ہوا۔ اسی عبید اللہ نے ابراہیم اور محمد کو بھی قتل کر دیا۔ دونوں امام مسلم رضی اللہ عنہ کے لڑکے تھے۔ اسی تاریخ کو امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، جس کا سبب یہ تھا کہ امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ نے ان کو کوفہ میں آنے کے لئے نہایت تاکید سے لکھا تھا، جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ جانے کا تہیہ کیا، آپ کو بن عباس و ابن عروہ و جابر و ابوسعید و ابو واد نے کوفہ جانے سے منع کیا، لیکن آپ ان کے کہنے سے نہ رکنے آپ نے فرمایا، اگر اپنے والد بزرگوار سے سنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی ہے کہ ایک مینڈھے کی وجہ سے مکہ شریف میں قتل و قتال حلال کیا جائیگا، وہ دنہ کہیں میں نہ بنوں۔ میری وجہ سے حرمت مکہ میں غلغلہ واقع نہ ہو، جب امام حسین رضی اللہ عنہ مع ۸۲ اشخاص کے مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ان کو امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادۃ کی خبر مل گئی، آپ نے واپسی کا ارادہ کیا، لیکن سلم بھائیوں نے واپس جانے سے انکار کیا، اور کہا کہ ہم اب ضرور کوفہ کو جائیں گے، یا تو ہم بھی قتل ہو جائیں گے، یا ان قصاص لے لیں گے، امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہیری زندگی تمہارے بغیر بے مزہ ہے، چلو میں بھی تمہارے ساتھ جاتا ہوں، جب کوفہ سے دو منزل کے فاصلہ پر پہنچے، تو آپ کو حرمین یزید ملا، حرمین یزید کے ہمراہ ایک ہزار مسلح

سوار تھے، حربن یزید نے کہا 'مجھ کو عبید اللہ حاکم کوفہ نے آپ پر مقرر کیا ہے، میں اس پر مجبور ہوں، میں آپ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اور نہ میں آپ کو چھوڑ سکتا ہوں۔' امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تنہا آئے، جب کہ تمہارے سینکڑوں خطوط اور قاصد ہمارے پاس پہنچے، اگر تم یہ سبعتی خطوط اور سبعتی قاصد تسلیم نہیں کرتے تو اچھا ہم واپس چلے جائیں گے۔ حربن یزید نے کہا خدا کی قسم مجھ کو ان سبعتی خطوط وغیرہ کی کچھ کیفیت معلوم نہیں۔ میں آپ کو صندوق عبید اللہ کے پاس لے جاؤں گا، جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سخت حالت کو دیکھا تو راستے کو چھوڑ کر میدان کربلا میں خیرین ہوئے۔ عبید اللہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک خط بھیجا، امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس خط کو پھینک دیا اور قاصد کو کہہ دیا کہ اس خط کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ اس پر عبید اللہ کو زیادہ غصہ آیا، اور اس نے ۲ ہزار لشکر روانہ کیا۔ سچہ سالار یزید کی فوج نے دریائے فرات کے ساحل پر قبضہ کر لیا۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کر دیا، آپ نے اپنے خیموں کے پاس خندق سی کھودی، تاکہ جنگ کے لئے ایک ہی جگہ معین رہے۔ عمر سعد کے لشکر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا، اور ان پر حملہ کر دیا، امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمارے قریباً پچاس افراد شہید ہو گئے، اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نعرہ مارا۔

اما من مغيث يغثنا لوجه الله  
اما من ذاب يذاب عن حرم رسول الله

کیا کوئی ہماری لوجہ اللہ فریاد رسی کرنے والا نہیں ہے؟  
کیا کوئی رسول اللہ کے حرم سے دفع کرنے والا نہیں ہے؟  
(حرم سے مراد اطفال عیال وغیرہ ہیں)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ نعرہ مذکورہ حربن یزید سن کر آپ کے لشکر میں داخل ہو گیا، اور کہنے لگا، میں سب سے پہلے آپ کی مخالفت میں نکلا، اور اب آپ کی امداد میں نکلا ہوں، آپ فرمائیں، میں آپ کے سامنے جان دے دوں، تاکہ آپ کے چہرہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت کریں۔ اتنا کہہ کر عمر سعد کے لشکر سے

جنگ شروع کر دی، یہاں تک کہ حربن یزید اور اس کا لڑکا اور اس کا بھائی اور غلام آزاؤ شدہ سب کے سب شہید ہو گئے۔ پھر جنگ بہت تیز ہو گئی، امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہی سب شہید ہو گئے، اور ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا، ایک امام حسین رضی اللہ عنہ رہے، پھر آپ نے تنہا یزیدوں سے جنگ شروع کی، بہت آدمیوں کو آپ نے قتل کیا، آپ کو بھی بہت سے تیر لگے، ہر طرف سے نیر آتے تھے، آپ سخت زخمی اور بے حد کمزور ہو گئے۔

ایسے وقت میں شہر زہ پوش نے حرم کے خیمہ کی طرف حرکت کی، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعرہ مارا، اے کتے کے تالہا! تجھ سے میں لڑ رہا ہوں، تو عورتوں کے پاس کیوں جاتا ہے؟ شہر کے سب آدمیوں نے امام حسین کے اوپر حملہ کر دیا، جس کے پاس نیزہ تھا اس نے نیزہ سے حملہ کیا اور جس کے پاس تیر تھا، اس نے حیر مارا، یہاں تک کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے، اور روح پاک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ پھر آپ کا سرمبارک تن سے جدا کیا گیا، امام حسین کے پاس کوفہ میں پہنچا دیا گیا، اور وہاں سے یزید کے پاس بھیجا گیا، اصل واقعہ تو یہی ہے جو کہ تحریر کیا گیا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کو شہادت خالص کا درجہ ایسی غریب الوطنی کی صورت میں دینا منظور تھا، اعمال ظالموں کے باطل کر دیئے گئے، جو کچھ ان کے نیک اعمال تھے، وہ سب آپ کی نذر ہو گئے۔ یہ سب کچھ حضرت امام حسین کی قسمت میں تھا، وہ مل گیا، اب خلق اللہ اس واقعہ کے بعد عجیب و غریب ظلمانی میں پڑی ہے، ایک گروہ نے آپ کی شہادت پر غیر مشروع باقاعدہ قائم کر رکھا ہے، آپ کی نظیر بنا کر سینہ کوئی کرتے ہیں، رشتہ صبر و شکر کو چھوڑ دیا ہے، دوسرے گروہ نے اس واقعہ کو میلہ بنا دیا ہے، طرح طرح کے کھیل اور رنگ رنگ کے تماشے بنانا کر سرور دہوتے ہیں، عبادت و ریاضت کے خیال کو چھوڑ کر صراط مستقیم سے نہایت دور جا پڑے ہیں، خدا کریم سب کو حق پرستی کی توفیق رفیق عطا فرمائے، ہذا اما عندی واللہ اعلم۔



## مرزا ئیات

## مرزا قادیانی کی اسلامی خدایات

(۲) (از مولانا محمد چراغ صاحب صد مدرس مدارعہ تربیہ النوالہ)

## اسلامی اصول پر مرزا کا حملہ

یہاں تک تو یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے عیسائیت اور ہندویت کو اپنایا ہے اور ان کے اصولی عقائد کا معتقد ہو گیا ہے اب ذیل میں مختصر چند وہ مسائل بیان کئے جاتے ہیں جو اسلام کے اصولی مسائل ہیں اور مرزا قادیانی نے ان پر نیشہ رکھ کر اسلام کا انشاق الخدمت ادا کیا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر سے اعتماد زائل کرنے کی سعی بد۔

تمتہ حقیقۃ الوحی ص ۳۳ ”کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا اور عیسیٰ کی عذاب کی پیش گوئیوں کو ٹال نہیں سکتا مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہیگا۔“

آپ نے خیال فرمایا کہ یہاں قادیانی کیا زہر بھرنا چاہتا ہے وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کافروں یا فاسقوں کے حق میں فرمایا ہے کہ ان کے لئے عذاب ہو گا وہ جہنم میں جائیں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اس قسم کے اللہ تعالیٰ کے سارے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وہ اپنے اس قسم کے اقوال کے خلاف ہمیشہ چلتا رہتا ہے اور ہمیشہ ان کے خلاف کرتا رہیگا۔ مرزا جی کہتے ہیں کہ ہم تو ایسے خدا کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو اپنے قول کا پکا بگڑھارے بل تو خدا وہی ہو سکتا ہے جو بات کا پکا نہ ہو ہمیشہ اپنے فرمودہ کے خلاف کرتا رہے اسی قسم کا ایک بیان مرزا کا حقیقۃ الوحی ص ۳۳ میں بھی مذکور ہے۔

(۲) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر سے اعتماد

## زائل کرنے کی نامراد سعی۔

ضرورۃ الامام ص ۱ ”پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سونوی کو شیطانی الہام ہوا تھا“ اسی طرح کا بیان ازراہ امام میں بھی ہے۔

یہاں مرزا کا بیان دیکھئے کہ وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جو شخص انبیاء کرام کے لئے شیطانی الہام نہیں مانتا۔ بلکہ اس کا انکاری ہے وہ تمام انبیاء کی سب تعلیموں کا منکر ہے گویا مرزا کے ہاں سب کے سب انبیاء کی تعلیموں کا خلاصہ اور سلسلہ نبوت کا مرکزی نقطہ یہی ہے کہ خدا کے پیارے رسولوں اور پیغمبروں کی وحی اور الہام کو شیطانی الہام سمجھا جاوے اور نبوت (۳) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک الزام

نزول مسیح ص ۱۱۴ و ۱۱۵ ”اور اس جگہ یہ نکتہ خوب توجہ سے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں۔ جو ظہم پر مشتبہ رہتے ہوں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہی ہوتے ہیں یا شیطان کی آمیزش سے۔ اور گمراہ ہے وہ شخص جو ان پر بھروسہ کرتا ہے اور ”بدبخت ہے وہ شخص جو اس خطرناک ابتلا میں مانو“ ہے۔“

مرزا کے اس قاعدہ مذکورہ کو ذہن میں رکھ کر ذیل کی

عبارت بھی اس کے ساتھ ملا کر پڑھیے۔

حقیقۃ الوحی کا تتمہ صفحہ ۱۴۰ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیتاً علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔"

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی وحی ہے جو کو مرزا حدیث کا غلط معنی کر کے یہ نامزد کو تشش کر رہا ہے کہ الہام باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی پر یقین نہ آیا۔ بلکہ اس کے متعلق حضور کو بہت بڑا اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ شیطانی وحی نہ ہو اور ایسی وحی کے متعلق مرزا کا فائدہ کلیہ نزول مسیح صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵ میں بیان ہو چکا ہے میں اس کو اپنی زبان پر نہیں لانا چاہتا۔ نفوذ باللہ۔ پھر اس سے ذرا اور آگے بڑھو اور انبیاء کی وحی میں بحوالہ ضرورت الامام صفحہ ۶۴، ۶۵ جب شیطانی دخل ہوا کرتا ہے تو پھر ان الہاموں اور وحیوں کا کیا اعتبار ہو گا اور یہ سب الہام اور وحی نزول المسیح ص ۱۱۴ کے قاعدہ کے ماتحت آوے گی۔

تہذیب الاخلاق ص ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ ص ۶۷ قلم قدیم یہ اس جگہ یاد رہے کہ اس الہام کے اندر جو میرے خاندان کی عظمت بیان کرتا ہے۔ ایک عظیم الشان نکتہ مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور رسول اور نبی جن پر خدا کا فضل اور رحم ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور وہ دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور نہیں ہوتے بلکہ ان کا کاروبار اپنے نفس تک ہی محدود ہوتا ہے۔ ..... اور ان کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ کسی ایسے عالی خاندان اور عالی قوم سے ہوں جو علو نسب اور شرافت اور نہایت اور امارت اور ریاست کا خاندان ہو بلکہ حسب آیت "وہم علیٰ انکسار عند اللہ" اتفاقاً کھڑے صرف ان کی تقویٰ دیکھی جاتی ہے گو وہ دراصل

چوڑوں میں سے ہوں یا چاروں میں سے یا مثلاً کوئی ان میں سے ذات کا کبھر ہو جس نے اپنے پیشے سے توبہ کر لی ہو یا ان قوموں میں سے ہو جو اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور بچی تو ہیں سمجھی جاتی ہیں جیسے حجام۔ تیلی۔ ڈوم۔ میراسی۔ سٹے۔ قصائی۔ جولاہے۔ کجری۔ تنبولی۔ دھوبی۔ چھڑھوی۔ بھڑ بھڑ بھڑ۔ نانائی وغیرہ یا مثلاً ایسا شخص ہو کہ اس کی ولادت میں ہی شک ہو کہ آیا حلال کا ہے یا حرام کا۔ ..... لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور تفویض آتے ہیں۔ ..... مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوڑہ یعنی بھگتی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی قیاس پالیسی سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی بھرتی اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں بھی قید رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں۔ اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ہی ایسے جنس کاموں میں مشغول ہیں اور سب مردار کھاتے ہیں اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔

مذکورہ بالا عبارت اپنے مطالب میں بالکل واضح ہے خصوصاً خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں زیادہ تفصیل کر کے میں گند اچھا لانا پسند نہیں کرتا اگرچہ مرزا اس کو بڑے مزے لے لے کر لمبی لمبی عبارتوں اور عجیب عجیب صورتوں سے ادا کر رہا ہے یہ مرزا کی اندرونی کیفیت کا اظہار ہو رہا ہے مگر اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا کے نزدیک

انبیاء اور رسولوں کی کیا پوزیشن ہے

پھر اس مندرجہ بالا عبارت میں جو فقرہ ”جو اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور نیچی قومیں سمجھی جاتی ہیں“ ہے وہ بھی خاص طور پر قابل غور ہے۔ مرزا اسلام کے ذمہ تھو پٹنا چاہتا ہے کہ اسلام میں قومی اور نسلی امتیاز موجود ہے یہ مرزا کی جہالت اور اسلام سے ناواقفیت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

(۵) انگریز کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت کی طرح فرض ہے

شہادۃ القرآن سے ملحقہ اشتہار ”گورنمنٹ کی توجہ کے لائق“ حصہ ”بعض اصحق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکہ کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک

حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سومرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے اس قائم کیا ہے۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہے سودہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔۔۔۔۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔ یہی مضمون تریاق القلوب سے ملحقہ اشتہار ”حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست“ ص ۱۱ میں بھی ہے۔ نیز ضرورۃ الامام میں بھی۔

مرزا جی کی نظر میں اسلام کے دو ہی رکن ہیں (۱) خدا تعالیٰ کی اطاعت (۲) انگریز کی اطاعت۔ درمیان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی گم ہو گئی۔ انگریز کی اطاعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بھی زیادہ اہم قرار دیا گیا ہے یہ ہے مرزائی مذہب۔ قربان جائے اس مصلح پر اس قسم کی ذہنیت پر جس قدر ماتم کیا جاوے کم ہے۔ تعجب ہے کہ دنیا میں ایسی گندی

ذہنیت والے بھی موجود ہیں۔۔۔۔۔

..... یہ تصور تو ایک عام مسلمان کے دماغ میں بھی آوے تو پرے درجے کی گندگی ہوگی چہ جائیکہ ایسے شخص کے دماغ میں جاگزین ہو جو خود کو مصلح۔ مجدد۔ نبی اور رسول سمجھتا ہو۔ العیاذ باللہ۔

(۶) حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام

کی دادیوں نانیوں پر بدعنا الزام۔

ست چہن شاہ ”اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی۔ بنت سح کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاکدامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا دیکھو ۲ سمویل ۱۱-۲

مندرجہ بالا قول میں مرزا نے جو کچھ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی دادی پر بہتان عظیم تراشا ہے یا تو مرزا کا عقیدہ ہی یہی ہے۔ تو پھر مرزا جی کے باطن کا علم ہو گیا اگر مرزا نے بطور الزام اور نقل اس کو درج کتاب کیا ہے تو یہ مرزا کے مسلمات اور اصول کے لحاظ سے بھی یقیناً بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ پاک لوگوں پر بے ثبوت تہمت لگانا اپنی ناپاکی کا ثبوت ہے کیا کرنا ہے ملاحظہ ہوں اقوال مرزا

براہین احمدیہ ص ۱۱ ”مفسر پاکان نہ بھول گئی۔ خود کو ثابت کر رہی تاجر“ آریہ دھرم ص ۱۱ ”وہ شخص بھی اس سے کچھ کم بد ذات نہیں جو مقدس اور مستبازوں پر بے ثبوت تہمت لگا دے“

مندرجہ دست یچن تہمتیں یقیناً بے ثبوت ہیں اس لئے مرزا بقول خود خط کشیدہ اوصاف کا مستحق ٹھہرا۔

ذیل میں چند ایسے حوالیات بھی نقل کر دوں جن سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں مرزا نے جو بدزبانی کی ہے یا حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کا انکار کیا ہے یا جہاد کو حرام کیا ہے وغیرہ وغیرہ اس میں اصلی مرکزی نکتہ کو نسا کا فرما ہے۔



قرار دیا ہے۔

شہادۃ القرآن سے ملحقہ ہشت تہارہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق  
 ص ۱۰ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ  
 سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ رسول  
 ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر  
 کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسے میں سچ  
 سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار  
 آدمی کا کام ہے سو میرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی  
 ہے کہ اسلام کے دوحصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت  
 کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے  
 . . . . . سو وہ حکومت برطانیہ ہے . . . . . سو اگر ہم  
 گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا

اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں؟

مرزا جی کہتے ہیں کہ گورنمنٹ سے جہاد کرنا حرام ہے اور اسکی  
 اطاعت فرض عین ہے اس کے برخلاف اگر مرزا جی کو ہمت ہو تو  
 وہ مسلمانوں سے جہاد کریں جس کا ثبوت درج ذیل ہے اس سے  
 ثابت ہوگا کہ مرزا جی کے ہاں حرمت جہاد صرف حکومت انگریزی  
 کے مقابلہ میں ہے مگر مسلمانوں سے جہاد کرنے کا سامان دستیاب  
 ہو تو مرزا جی کوتاہی نہ کریں (جس کا عملی ثبوت مرزا جی کا لڑاکا میاں  
 محمود قادیان میں دے رہا ہے)۔ مسلمانوں سے جہاد کرنے کی خواہش  
 کا اظہار مرزا جی ذیل کے قول میں کرتے ہیں۔

انبار الحکم ص ۱۲ جلد ۱۲ ۱۴ فروری ۱۹۴۳ء ص ۱۰  
 کالم ۱۰ بعنوان ملفوظات احمدیہ "اول خویشاں بعد رویشا  
 کے مطابق ہمارا فرض ہے کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کریں  
 جب مسلمانوں میں ہی ہزاروں گندہ بول تو دوسروں کو  
 کیا کیا جاسکتا ہے جہاد جہاد پکارتے ہیں میں کہتا ہوں اگر  
 ہمیں جہاد کرنے کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہی سے جہاد  
 کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ علت اللہ جاری ہے کہ جس قوم کے  
 اندر کتاب اللہ ہو پہلے اسے درست کیا جاتا ہے پھر

مرزا جی نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے جو کچھ کارنامے  
 کئے ہیں ان سب میں میری ایک ہی غرض ملحوظ ہے وہ یہ کہ ہر  
 ممکن کوشش سے انگریزوں کو خوش کیا جائے یہی تعلق اور  
 چاہلوسی ہے جو مرزا جی سے سب کچھ کروا رہی ہے۔ اب اس کا  
 ثبوت ملاحظہ ہو۔

مرزا جی کے کارنامے انگریز کی خوشی حاصل کرنے کے لئے ہیں

(۱) مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا اس لئے انکار  
 ہے کہ یہ مسئلہ انگریزوں کی پولیٹیکل اغراض کے خلاف ہے۔

کشف الغطاء ص ۲۲ "اگرچہ عیسائی عقیدوں کے لحاظ سے

حضرت مسیح کا دوبارہ آنا پولیٹیکل مصالح سے کوئی تعلق نہیں

رکھتا مگر جس طور سے حال کے اسلامی مولویوں نے حضرت

عیسیٰ کا آسمان سے اترنا اور ہندی کے ساتھ اتفاق کر کے

جہادی لڑائی کرنا غلط طور پر اپنے اعتقاد میں داخل کر لیا

ہے یہ عقیدہ نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ خطرناک بھی ہے اور

جو کچھ حال میں حضرت عیسیٰ کے ہندوستان میں آنے اور

کشمیر میں وفات پانے کا مجھے ثبوت ملا ہے وہ ان خطرناک

خیالات کو دانشمندیوں کے دلوں سے بالکل مٹا دیتا ہے؟

مرزا جی کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد

کا عقیدہ ایک تو عیسائی مذہب کے رنگ میں ہے اور ایک سنگ

میں مسلمان اس کے قائل ہیں۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق

اگر حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لے آویں تو سیاسی اور

پولیٹیکل مصالح پر اس کی کوئی زد نہیں پڑتی۔ لیکن اس کے برعکس

اگر مسلمانوں کے عقیدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام یا

حضرت ہدی علیہ السلام آجائیں تو یہ آمد پولیٹیکل لحاظ سے بہت

خطرناک ہوگی اس لئے میں نے حضرت عیسیٰ کو کشمیر میں دفن کر دیا

ہے تاکہ پولیٹیکل مصالح کے لحاظ سے یہ خطرناک عقیدہ عقلمند

مسلمانوں کے دل سے بالکل مٹا دوں اور وقت کی حکومت

کی سیاسی مصلحت میں مفید خدمت ہو سکے۔

(۲) جہاد کو بھی انگریز کی خوشنودی کے لئے منسوخ



پڑے واہ کیا اچھا طرز تبلیغ ہے

ایک بات اور بھی یہاں خوب لحاظ رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ مندرجہ بالا اشتہار جس کا اقتباس نقل کر رہا ہوں اس کا عنوان پڑھیے اور اپنا سر دھینے جس میں یہ لکھا ہے ”حضور گمنام عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست“ یعنی پنجاب کے مجدد اعظم بقول لاہوری مرزائی اور پنجاب کے ”بنی“ بقول قادیانی پارٹی

اور صلح عظیم کی نہایت ہی عاجزانہ درخواست ہے ایک غیر مسلم حکومت عالیہ کی بارگاہ مقدس میں۔

میرے خیال میں مرزا کے افتر کیلئے بس یہی ایک مختصر سی عبارت اور چھوٹا سا فقرہ ہی کافی ہے جسکو مرزا بڑے مزے سے ذکر کر رہا ہے ”عاجزانہ درخواست“ خدا تعالیٰ کے مہم مامور اور گورنر جنرل کی ”عاجزانہ درخواست“ حضور گمنام عالیہ میں۔ قربان جا اس مقلد اور چالوسی۔ یہ منہ دعویٰ کرنا ہے کہ میری خدا سے کھلائی

## رسالہ ”ساتی“ کی شرارت کے خلاف پُر زور احتجاج کی ضرورت

اخلاقی اور مذہبی تعلیم و تربیت کے فقدان سے بعض جدید تعلیم یافتہ نوجوان الحاد و بے دینی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور بالقصد یا بلا قصد اپنی گفتار و کردار سے الحاد کا افسوسناک مظاہرہ کیا کرتے ہیں۔

ادبی رسالوں میں یہ مرض تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے کہ وہ مذہب کے خلاف ایسے مضامین شائع کرتے ہیں جو اہل مذہب کی تکلیف و اذیت کا سبب ہوتے ہیں۔

دہلی کے رسالہ ”ساتی“ کے نومبر نمبر میں ایک غیر مسلم کا بنیائیت ناپاک مضمون شائع ہوا ہے جس نے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخوں کے ساتھ المٹا عز و جل کی شان میں بھی گستاخی کر کے اپنی گندہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے۔

صوبہ کی حکومتیں سیاسی معاملات میں بڑی تیزی اور پھرتی سے قانون کا استعمال کرنے لگتی ہیں۔ لیکن نفرت انگیزی کے معاملہ میں وہ تیزی سستی میں بدل جاتی ہے۔

ساتی کا مضمون (صفحہ ۷ پر دیکھئے) تمام مذاہب پر ناپاک حملہ ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان اقدس میں شدید گستاخی ہے۔

مسلمانوں کو اس کے خلاف اظہار نفرت و ملامت کرنا چاہئے۔ اور دہلی کی حکومت کو بھی اپنے فرائض کا احساس کرنا چاہئے

عہ جو ایک نام نہاد مسلمان کی ادارت پر شائع ہوتا ہے۔

(۵) باب چہل و ہفتم اصل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت اس طرح پڑھی کہ بعد اذ قاتل الکافرین بعد بولایۃ علی کے الفاظ تھے۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ اسی آیت کو جبرئیل اسی طرح لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے۔ (موجودہ قرآن میں یہ الفاظ نہیں)

(۵) باب چہل و ہفتم اصل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ سأل سائل بعد اب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع ثم قال ہکذا او اللہ نزل بھا جبرئیل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم والد (کافی کتاب الحجۃ جزء سوم حصہ دوم ص ۸۸)

(۶) پنجاہ و ششم اصل عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرئیل علیہ السلام بھذہ الایۃ

(۷) پنجاہ و ہفتم اصل عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرئیل بھذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا ابدال الذین ظلموا آل محمد حقہم قولاً غیر الذی قبل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد رجاً من السماء بما کانوا یفسقون (اصول کافی کتاب الحجۃ جزء سوم حصہ دوم ص ۸۸)

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ آیت اس طرح لے کر اترے تھے کہ الذین ظلموا آل محمد حقہم کے الفاظ تھے۔ اور اسی طرح فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد کے الفاظ تھے (موجودہ قرآن میں یہ نہیں ساقط کئے گئے)

اصول کافی میں اس قسم کی اور بہت سی روایتیں ہیں جن کو ہم بخوف طوالت ذکر نہیں کرتے۔ اور اسی طرح بہت سی روایات ابن شہر آشوب، ثناء ندرانی نے اپنی کتاب الثالب میں درج کیں۔

دوسری دلیل شیعوں کے مستند عالم "علامہ" طبری کی کتاب الاحتجاج مطبوعہ ایران میں صفحہ ۱۱۹ سے لے کر ۱۳۴ تک ایک طویل روایت ہے جو حضرت علیؑ سے (بہ زعم شیعہ) منقول ہے۔ لکھا ہے کہ ایک زندقہ نے کچھ اعتراضات قرآن شریف پر کئے تھے۔ ان اعتراضات کا جواب اسی روایت میں ہے۔ قریب قریب ہر اعتراض کو حضرت امیرؑ نے یہ تسلیم کر کے جواب دیا ہے کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے۔ اس روایت کے چند مقامات دیکھ لیجئے۔ جناب امیرؑ نے اس زندقہ کو فرمایا الذی بدأ فی کتاب من الارزاء علی البنی صلی اللہ علیہ وسلم من فریۃ المبین یعنی قرآن مجید میں جو عیوب نظر آ رہے ہیں یہ محدود کے بڑھانے کی وجہ سے ہیں۔ اسی روایت کے بعض اور اجزاء ملاحظہ ہوں۔

جامعین قرآن نے مخلوق کو دھوکہ دینے کے لئے وہ باتیں قرآن میں بڑھا دیں جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں۔

قیس کی ضرورت اس قدر ہے کہ نہ میں ان لوگوں کا نام بتا سکتا ہوں جنہوں نے قرآن میں تحریف کی نہ اس زیادتی کو بتا سکتا ہوں جس سے اہل تعطیل و اہل کفر اور مذاہب مخالفین اسلام کی تائید ہوتی ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق و مخالف سب قائل ہیں۔

پھر جب ان "منافقوں" سے وہ مسائل پوچھے گئے جن کو وہ نہ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ جنوری ۱۹۴۱ء

(۱) انہم اثبتوا فی کتاب مالہ یقلہ اللہ لیل بسوا علی الخلیفۃ۔

(۲) ولیس یسوغ من عموم التقیۃ المتصریح باسماء المبتدیین ولا الزیادۃ فی آیاتہ علی ما اثبتوہ من تلقائہم فی الکتب لما فی ذلک من تقویۃ حجج اہل التعطیل و الکفر و الملل المنحرفۃ عن قبلتنا و ابطال ہذا العلم الظاہر الذی قد استکان لہ الموافق و المخالف۔

(۳) ثم دفعہم الاضطرار بورود المسائل عما لا یعلون شمس الاسلام جلد ۴ ص ۱۸۱

تاویلہ الی جمعہ وناویلہ ویلہ وضمینہ ما من تلقاءہم ما یقیمون بہ دعائم کفرہم فصخ منادیہم من کان عندہ شی من القرآن فلیأتنا وکلو اتالیفہ ونظمہ الی بعض من وافقہم الی معادۃ اولیاء اللہ فاللفہ علی اختیارہم وزادوا فیہ ما ظہر تناکرہ وتناخرہ۔

نہ جانتے تھے تو مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں اس کی تفسیر کریں اور اپنے محرف قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہوں۔ لہذا ان کے منادی نے اعلان کیا۔ کہ جس کے پاس کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور ان ”منافقوں“ نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا جو دوستانہ خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا اس کی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا اور انہوں نے قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جن کا خلاف فصاحت اور تین فقرہ ”اظہر تھا۔

پس کتاب الاحتمال کی اسی روایت کی بنا پر بزعم شیعہ حضرت علی کا ارشاد یہ ہے کہ موجودہ قرآن محرف و مبدل ہے اور خاص اغراض و مقاصد کے ماتحت (نغوذ باللہ) ”منافقین“ نے اس کی تدوین کی اور اس میں کفر کے ستون کھڑے کئے اور فصاحت و بلاغت کے خلاف قابل نفرت زیادتیاں اس میں کی گئیں۔

**تیسری دلیل** | یہ موجودہ قرآن مجید صحابہ کرام کی جماعت کے واسطے سے تابعین اور ان سے تبع تابعین اور پھر ان سے مابعد کے مسلمانوں کو ملا ہے۔ گویا قرآن مجید کے ناقبلین صحابہ کرام ہیں اور انہی کے واسطے سے سارا قرآن منقول ہے۔ شیعوں کے خیال کے مطابق تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ ان لاکھوں صحابہ کرام کی جماعت کا ہے جن کو شیعہ (اپنی ضابثت سے) منافق، دنیا طلب، دین فروش کہتے ہیں۔ یعنی یہ بزعم شیعہ بڑے بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابہ تو منافق تھے اور عوام صحابہ دنیاوی مال اور بڑے بڑے منصوبوں کی طمع میں اپنے سرداروں اور رئیسوں کی اطاعت کر کے دین سے مرتد ہو گئے انہوں نے سنت پیغمبر کو صاف جواب دے دیا۔ اور آپ کی خاندانی عداوت اور دشمنی اپنے سامنے رکھی۔ خاندان نبوت کا حق تلف کیا گیا۔ اور وہ خاموش رہے بلکہ ظالموں کے معاون و مددگار بنے رہے۔ اور دین کی ایک بہت بڑی اصل جو بھو نوح نبوت کے ہم پہلو تھی یعنی امامت وہ درہم برہم ہو گئی۔ اور انہوں نے اپنی فاسد غرض کی وجہ سے اس نص کو جسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں کے سامنے بیان کیا تھا مخفی و پوشیدہ رکھا۔ اور بوقت ضرورت کسی نے بھی اس وصیت کا اظہار نہیں کیا۔ (یہ تو ہوا ایک گروہ) دوسرا گروہ ان چار یا چھ اشخاص کا ہے جو اس نفاق و ارتداد سے تو محفوظ ہوئے اور انہوں نے حضرت علیؑ کی حمایت و موافقت کی۔ وہ صحیح الایمان تھے اہل حق تھے۔ لیکن (بزعم شیعہ) سوا د اعظم کے خوف کی وجہ سے تمام عمر انہوں نے نقیبہ سے کام لیا۔ اور بطور نقیبہ انہوں نے دوسرے صحابہ کرام کی موافقت کی۔ اور نقیبۃ ہی خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کیا اور ان کے ساتھ ہر معاملہ میں شریک و ہمہم رہے۔ الغرض شیعوں کے اسی عقیدہ کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد باقی رہنے والے صحابہ سب کے سب حق کے خلاف عمل پیرا تھے۔ اور صحیح اسلام کا ظہور نہ ہوا۔ بعضوں کی یہ حق پوشی اور باطل پرستی بوجہ نفاق و ارتداد تھی اور بعض کی بوجہ نقیبہ۔

حضرات! صحابہ کرام کے متعلق شیعوں کے اس بنیادی اعتقاد ہونے کے بعد کیس طرح کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ یہ مان لیں گے کہ ان کا نقل کیا ہوا قرآن مجید وہی قرآن مجید ہوگا جو حضور پر نازل کیا گیا تھا۔ بلکہ ایسی جماعت کے ہاتھوں اس میں گمراہ کن تحریف و تغیر کا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ چنانچہ شیعوں کا ”علامہ“ خلیل قزوینی صافی میں لکھتا ہے ”واستدلال بریں (بر حفاظت قرآن) بہ اہتمام صحابہ و اہل اسلام بہ ضبط قرآن بہ غایت رکبیک است بعد از اطلاع بر عمل ابی بکر و عمر و عثمان“ (کتاب فضائل القرآن ج ۱ ششم ص ۷۷) لہذا یہ ثابت ہو کہ شیعوں شمس الاسلام جلد ۴۴ نمبر ۱۲۶۱



کے اعتقاد میں موجودہ قرآن قطعاً محرف و مبدل اور ناقابل اعتماد ہے۔  
**شیعوں کے اس بنیادی عقیدہ کا ایک اور اثر** ترقی کر کے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ نزول قرآن اور اس کے معجز ہونے کا ثبوت، بلکہ خود پیغمبر کی نبوت کا ثبوت بھی نقل کرنے والوں کی راست بازی اور سچائی پر موقوف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نزول قرآن کے نقل کرنے والے اور ہم کو خبر دینے والے یہی صحابہ کرام ہیں جن کے متعلق شیعوں کا اعتقاد پہلے ذکر ہو چکا۔ تو بنا بریں اعتقاد فاسد ان کی نقل و اخبار کا کیا اعتماد و بھروسہ کیا جائے۔ اور ان کے ذریعہ سے ہمیں پہنچنے والی خبر کی صداقت کا کیا یقین کیا جائے۔ دینا بریں اعتقاد فاسد ممکن ہے کہ انہوں نے یہ متہم نام تمہیدیں کہ فلاں شخص نبی تھا۔ معجزے دکھلایا کرتا تھا اور اس پر اللہ کی طرف سے قرآن نازل ہوا تھا۔ اور تمام فصحاء و بلغاء اس کلام کے معارضہ و مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو گئے تھے وغیرہ وغیرہ کسی فاسد عرض ہی کی بناء پر باندھیں۔ اور واقع میں کچھ بھی نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعوں کی معتد روایتوں، ان کے ائمہ کے اقوال۔ اور ان کے مسلمہ اعتقادات کی بناء پر موجودہ قرآن محرف و مبدل ہے اس پر ان کا ایمان بالکل نہیں بلکہ ربہ زعم شیعی، ناقیلین کے نفاق و ارتداد کتمان حق کی بناء پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، نزول قرآن، اعجاز قرآن، اور سارا دین قابل اعتماد نہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ سب کچھ ایک فرضی افسانہ ہو پس شیعہ ہو کر قرآن پر ایمان رکھنا محالات سے ہے۔

**چوتھی دلیل** تحریف و تبدیل اور ہر قسم کے نقص و ابرام سے قرآن مجید کے محفوظ ہونے کے دلائل میں سے ایک بڑی دلیل قرآن مجید کی آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ہے اور حفاظت قرآن کے دعویٰ کے ثبوت کے لئے صاف تصریح ہے۔ لیکن چونکہ شیعہ مذہب میں تحریف قرآن ایک بنیادی عقیدہ ہے اور ان کے ہاں یہ انسانی تصرف سے محفوظ نہیں۔ لہذا انہوں نے ہمیشہ ایسی صاف و صریح اور قطعی الدلالت آیت کی بھی ایسی من گھڑت تاویلیں کیں جن سے اس مذہب اور اس کے علماء کی حقیقت کی نفاق کشائی ہو گئی۔ چنانچہ حفاظت قرآن کے مسئلہ میں اس آیت کے استدلال کو باطل قرار دینے کے لئے علامہ "خلیل قرطوبی صافی شرح کافی میں روایت عہ مذکورہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وچنین رکیک است استدلال بر آں بقول اللہ تعالیٰ در سورۃ حجر انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون چہ ایں آیت بلفظ ماضی است و در سورۃ مکیہ است و بعد ازیں سورہ بسیار نازل شدہ در مکہ چہ جائے مدینہ پس دلالت نمی کند بر محفوظ بودن جمیع قرآن و ایضاً شاید کہ مراد بہ ذکر قرآن مبین باشد کہ در اقل سورۃ حجر مذکور است و مذکور شدہ در شرح حدیث لستم ایں باب کہ مراد بہ آن نہی از خود رانی و اختلاف از روی طعن است و اں ہر دو شریعتی محفوظ بودہ و دریں شریعت نیز محفوظ خواهد بود تا آخر زمان اگرچہ در ضمن بعض آیات دال بر آن باشد۔ د آگے جا کر لکھتا ہے) و ایضاً حفظ قرآن دلالت بریں نمی کند کہ نزد ہم کسی محفوظ باشد چہ می تواند بود کہ نزد امام زمان و جسے کہ صاحب سراویند محفوظ باشد۔ (صافی کتاب فضائل القرآن ج ۲، ش ۴۸۷)

اللہ تعالیٰ کے قول انا نحن نزلنا الذکر الخ سے حفاظت قرآن پر استدلال کرنا بہت کمزور ہے کیونکہ یہ لفظ آیت ماضی کے لفظ سے ہے اور یہی سورت میں ہے اس کے بعد بہت سا قرآن نازل ہوا مکہ میں چہ جائیکہ مدینہ میں۔ پس یہ تمام قرآن مجید کے محفوظ ہونے پر دال نہیں اور شاید کہ ذکر سے مراد قرآن مبین ہو جو اس سورۃ حجر کے ابتدا میں ذکر ہے اور مدیوین حدیث کی شرح میں مذکور ہو چکا۔ کہ اس سے مراد خود رانی اور طعن کی بناء پر اختلاف سے نہی ہے اور یہ دونوں محفوظ شریعت ہے اور اخیر زمان تک محفوظ رہے گی۔ اگرچہ وہ بعض آیات کے ضمن میں پائی جائے اور اسی طرح حفظ قرآن اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ ہر کسی کے پاس محفوظ رہے ہو سکتا ہے کہ امام زمان یا اس کے سرگروہ کے پاس موجود ہو و باقی تمام عالم اس سے محروم ہو جو اصل قرآن ذی الحجۃ ۱۳۹۱ھ جنوری ۱۹۷۳ء

اسی طرح اس آیت سے استدلال کو غلط ٹھہرانے کے لئے شیعوں کا ممتاز المافاضل حکیم سید فرمان علیؒ اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت کا ترجمہ تو یہ کرتا ہے ”بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی تو اس کے نگہبان بھی ہیں۔“ مگر حاشیہ پر تفسیری نوٹ یوں لکھتا ہے۔ ”ذکر سے مراد ایک تو قرآن ہے جس کو میں نے ترجمہ میں اختیار کیا ہے تب اس کی نگہبانی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو ضائع و برباد نہ ہونے دیں گے پس اگر تمام دنیا میں ایک نسخہ بھی قرآن مجید کا اپنی اصلی حالت پر قائم ہو تب بھی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ محفوظ ہے اس کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس میں کوئی کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ تک قرآن مجید میں کیا کیا تغیرات ہو گئے کم از کم اس میں تو شک ہی نہیں کہ ترتیب بالکل بدل دی گئی ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم ہر فرد کو محفوظ کریں گے کیونکہ اس زمانہ میں چھاپہ خانوں کی کثرت سے روزانہ سینکڑوں ہزاروں اوراق قرآن کے برباد کئے جاتے ہیں۔“ (قرآن مجید مترجم صفحہ ۴۱)

شیعوں کے ہاں قرآن مجید کے تحریف ہونے کے متعلق چند دلائل ذکر کئے گئے جن میں سے کسی ایک کا جواب بھی وہ نہ دے سکے۔ اب بطور ضمیمہ اہل سنت والجماعت کے چند دلائل نقل کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تغیر سے بالکل محفوظ ہے۔

## ضمیمہ (حفاظت قرآن کے چند دلائل)

اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ اور کوئی بھی اس کا مخالف ان میں موجود نہیں اور نہ کوئی زودا اس کے خلاف پیش کی جاسکتی ہے۔ کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے اس کے چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

**پہلی دلیل** | انا نحن نزلنا الذکر وانا له لافظون۔  
ذکر سے مراد ہر اجماع مفسرین اہل سنت قرآن مجید ہے اور بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ایسی موجود ہیں جہاں ذکر کے لفظ سے قرآن مجید ہی مراد ہے۔ مثلاً ہذا ذکر مبادیٰ انزلنا (۵) (انبیاء) میں قرآن مجید مراد ہے اسی آیت زیر بحث سے پہلے آیت ہے یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر اور ظاہر ہے کہ جو کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے کفار مکہ کے اس قول میں بلاشبہ ذکر سے مراد قرآن ہی ہو سکتا ہے اور پس؟ اس لئے جب یہی لفظ ذکر اس آیت نزلنا الذکر میں استعمال کیا گیا۔ تو اس سے مراد بھی وہی قرآن مجید یا جیسا کہ ان کے اس اعتراض کے ساتھ اس جواب کی مطابقت ہو جائے۔ لہٰذا فی ضمیر کے مرجع کے بارے میں قول راجح و منصوریہ ہے کہ مرجع وہی ذکر یعنی قرآن مجید ہے اور وعدہ حفاظت سے مراد قرآن کریم ہی کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ اور اسی کی تائید دوسری آیتوں سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔ پس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اس قرآن مجید کو ہم نے نازل تو کیا ہی ہے۔ مگر اس کی نگرانی و حفاظت بھی ہم ہی کریں اور توریت و انجیل کی طرح اس کو ضائع نہ ہونے دیں گے اور انسانی تصرفات کا تختہ مشق کبھی نہ ہوگا۔ اس آیت کو مستدل ٹھہرا کر تمام علماء اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ قرآن مجید ہر طرح محفوظ اور تصرفات انسانی سے بچا ہوا ہے (ہاں البتہ شیعہ اس آیت کی تاویل کر کے تحریف کے قائل بن رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا)۔

**دوسری دلیل** | لایاتہ الباطل من بین یدہ | ترجمہ۔ اس پر باطل ذیل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے۔  
ولا من خلفہ تغزیل من حکیم حمید (۵) (سجدہ) | اندری ہوئی ہے حکمتوں والے سب تعریفوں والے سے۔

راج قول کے مطابق باطل سے مراد یہی زیادت و نقصان اور تحریف و تبدیل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کتاب عزیز باطل یعنی زیادت و نقص سے محفوظ ہے۔

**تیسری دلیل** اَقْلَ لَیْسَ اَجْمَعَتْ اِلٰہِیْنَ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَآ یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَہِرًا (دینی اسٹیل) ایسا قرآن اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد کیا کریں (دینی اسٹیل) یہ آیت اور اس قسم کی دوسری آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کریم مقدور بشری سے خارج ہے۔ اور جب زیادت و نقصان ممکن ہوا تو مقدور بشری ٹھہرا۔ پھر معجز کہاں رہا۔ لہذا جو شخص قرآن میں تحریف و تغیر کا قائل ہوگا وہ درحقیقت اس کے معجز ہونے کا منکر ہے۔

**چوتھی دلیل** وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدَ فِیْہِ اَخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ اگر قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ بہت اختلاف پاتے۔

قرآن پاک میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اس میں غیر اللہ کی طرف سے کسی طرح کی ملاوٹ نہیں۔ بلکہ جو کچھ موجود ہے سب کا سب کلام الہی اور لوح محفوظ سے اترا ہوا ہے اور آج تک غیر اللہ کے ہر قسم کے تصرف سے مامون محفوظ ہے اور تاقیامت محفوظ رہے گا۔

**پانچویں دلیل** اَلَّذِیْ کُتِبَ اَیَّامُہٗ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنِّیْ حَکِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ یہ کتاب ہے کہ حکم کی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر کھولی گئی ہیں ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے۔

آیات قرآنیہ کے محکم و مضبوط ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ انسانی دسترس سے بالاتر ہیں۔ نہ ان آیات میں کمی بیشی ہو سکتی ہے اور نہ ان کا مثل بنایا جاسکتا ہے۔ لہذا اس آیت کے بموجب قرآن مجید تحریف سے محفوظ ہے اور عقیدہ تحریف میں اس آیت کا انکار پایا جاتا ہے۔ (تحریف کے قائل ہو کر سب شیعہ انہی آیتوں کے منکر ہیں)۔

**چھٹی دلیل** حضور کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں اس کے نقل کرنے اور محفوظ رکھنے والے اس قدر کثیر تعداد میں چلے آئے ہیں کہ عقل محال جانتی ہے کہ اس قدر لوگ مختلف اقطار زمین میں یہ ایک دقت کسی غلط چیز پر توافق اجماع کر سکیں۔ جس کو اصطلاح میں تواتر کہا جاتا ہے۔ پس موجودہ قرآن مجید عدول امت صحابہ کرام کے ذریعہ اور ان سے بطریق تواتر اسی طرح نقل ہوتا چلا آیا ہے۔

غرض یہ چند آیتیں پیش کی گئیں جن سے صراحت ثابت ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کسی ادنیٰ ترمیم کا بھی متحمل نہیں۔ اور جیسا نازل ہوا تھا بعینہ اسی طرح آج تک محفوظ و مامون چلا آرہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ صادقہ و امانہ لحافظوں کی بناء پر تنکوینی طور سے اس کی حفاظت کا نہایت بہترین اور مکمل انتظام کر لیا۔ دیکھئے چھوٹی عمر کے نابالغ بچوں کے سینے اس گنج گرانمایہ کے لئے کیسے خربینے بنتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں علماء کا جم غفیر جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائبات کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی۔ قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے لے کر آج تک ایک زبر زیر تبدیل نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گرن لئے کسی نے آیتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف کی تعداد بتلائی۔ حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جاسکتی جس میں ہزاروں شمر بالاسلام جلد ہاں نہ آئے۔

لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ غور کیجئے کہ آٹھ دس سال کا بچہ اجنبی زبان کی اتنی بڑی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے کس طرح فر فر سنا دیتا ہے۔ پھر کسی مجلس میں ایک بڑے با وجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرت چھوٹ جائے یا اعراب کی فرو گدہشت ہو جائے۔ تو ایک بچہ اس کو ڈک دیتا ہے۔ چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکار تے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو اس غلطی پر قائم رہنے دیں۔ حفظ قرآن کے متعلق یہ اہتمام و اعتناء عہد نبوت سے لے کر آج تک برابر رہا۔ اور اس لئے اس کا محفوظ رہنا ایک بدیہی اور یقینی امر ہے۔ تمام علماء دین اور اسلاف کرام کا یقینہ رہا ہے۔ اور جملہ مفسرین اہل سنت نے اسی کو اختیار کیا ہے حتیٰ کہ امام قرطبی متوفی (۴۶۱ھ) ابوبکر انباری سے نقل ہیں کہ جو شخص قرآن کریم میں زیادت و نقصان کا قائل ہو وہ کافر ہے۔ کیونکہ آیت انا نحن نزلنا الذکر الیہ اس بات کیلئے کھلی شہادت ہے۔ کہ قرآن کریم زیادت و نقصان سے محفوظ ہے لہذا جو شخص تحریف قرآن کا عقیدہ رکھے وہ بلاشبہ اس آیت کا منکر اور کافر ہوگا (مقدمہ تفسیر قرطبی صفحہ ۷۳)۔

الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ کہا گیا ہے جاو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ قرآن پاک کے دوسرے معنوی کمالات کے ساتھ ساتھ اس کی بی حفاظت بھی ایک ایسا کمال ہے جس کے اعتراف پر دشمنان اسلام بھی مجبور ہیں۔ اور انہیں کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ مقدس کتاب کبھی بھی انسانی خواہشات کا تحتہ مشق نہ بن سکی۔ چنانچہ سر ولیم لکھتا ہے:-

”جہاں تک ہمارے معلومات ہیں۔ دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس کی طرح (قرآن کی طرح) بارہ صدیوں تک ہر طرح پاک رہی ہو (دیباچہ لائف آف محمد)

”کوئی جز کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا۔ کہ جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو نہ کوئی لفظ یا فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جو اس مجموعہ میں داخل کیا گیا ہو“ (لائف آف محمد)۔

”جس حفاظت سے قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے اس کی نظیر دنیا میں نہیں“ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)۔

وان ہمیر لکھتا ہے:-

”ہم ایسے ہی یقین کے ساتھ قرآن شریف کو بعینہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسا کہ

مسلمان اس کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں“ (دیباچہ لائف آف محمد سر ولیم میور)۔

اعدائے دین کا یہ اعتراف اس بات کی ایک واضح دلیل ہے کہ قرآن مجید کا محفوظ رہنا ایک ایسی کھلی حقیقت ہے۔ کہ تمام دنیا اس کے اقرار کرنے پر مجبور ہے۔ والحمد للہ الذی انزل علینا سبعا من المثانی والقدان العظیم علی ذلک الفضل المبین۔

## دوسرا مناظرہ

### ساڑھے چار بجے سے ساڑھے سات بجے تک

**موضوع مناظرہ** | اہل السنۃ والجماعۃ قرآن مجید کی آیتوں اور اپنی کتب صحاح ستہ سے حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان ثابت کریں گے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے سنی مناظرے مختلف تقریروں میں جو دلائل پیش کئے اُن سب کو ترتیب وار درج کیا جاتا ہے شیعہ مناظرے جس دلیل کا کچھ جواب دینا چاہیے۔ حاشیہ پر وہ اور اس کا جواب جو وہاں پر دیا گیا دونوں درج کئے جائیں گے۔

# باب اول

## فصل اول

### خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کے دلائل

#### قرآن مجید کی آیات

**پہلی دلیل** | وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَدَّمُونَ إِلَى اللَّهِ وَالْآتُونَ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَوَرَّعُوا عَنْهُ وَاعْتَدَ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ پارہ ۱۱ رکوع ۲

”اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ۔ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے۔ اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہت ہی نیچے ان کے نہیں۔ رہا کریں انہی میں ہمیشہ۔ یہی ہے بڑی کامیابی“

حضرات خلفاء ثلاثہ یقیناً بہ اتفاق فریقین ہاجرین میں داخل ہیں یعنی انہوں نے اپنے گھر بار کو چھوڑا۔ اپنے پیدا نشی وطن کو معظم کو خیر یاد کہا۔ اور حضور کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں آئے۔ لہذا ان سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور ان کے لئے جنت اور نعمائے جنت سے لطف اندوز ہونا اید الابد انک اور ان کا فوز عظیم کو حاصل کرنا اس آیت سے قطعاً ثابت ہے۔ جو کوئی ان کے مومن چلنے میں کسی قسم کا شک کرے۔ وہ اس آیت کا بالکل منکر ہوگا۔

**دوسری دلیل** | وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَمْسُكُوا بِمِلَّةِ الْكَافِرِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَمْسُكُوا بِمِلَّةِ الْكَافِرِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَمْسُكُوا بِمِلَّةِ الْكَافِرِينَ ۝ (پارہ ۱۰ سورۃ انفال رکوع ۶)

”اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اپنے گھر چھوڑے۔ اور لڑنے کی راہ میں۔ اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی۔ اور ان کی مدد کی۔ وہی ہیں سچے مسلمان۔ ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی“

یہاں صاف ذکر ہے۔ کہ جنہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑائیاں کیں۔ ان میں نفاق کا کچھ شائبہ بھی نہیں۔ ان کا ایمان حقیقی ایمان ہے۔ اور وہ بالکل سچے ایماندار ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ خلفاء ثلاثہ یقیناً سچے مومن تھے۔ اور ان کے ایمان کو تسلیم نہ کرنا ہمد المؤمنون حقا کی تکذیب ہے اور قرآن کی آیت کا انکار۔

**تیسری دلیل** | وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَبْرِئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَا جَزَاءُ لِمَنْ أَكْثَرُ ۝ (پ ۱۳ ع ۱۱)

”اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا انہوں نے البتہ ان کو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا۔ اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے۔ اگر ان کو معلوم ہوتا“

جن لوگوں نے حق کی حمایت اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ظالموں کی سختیاں برداشت کیں۔ اور انواع و اقسام کے ظلم و ستم اٹھائے حتیٰ کہ آخر کار مجبور ہو کر گھر بار۔ خویش واقارب۔ عزت و راحت اور سب چیزوں کو اللہ کی راہ میں نذر کیا۔ اور جو اصطلاح شریعت میں ”ہاجرین“ کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی وفاداریوں اور قربانیوں کے صلہ میں یہ وعدہ فرمایا کہ وہ اس دنیا میں بھی اپنی قربانیوں کا کچھ پھل کچھ لیں گے اور گھروں کے بدلہ میں انہیں بہترین ٹھکانا حاصل ہوگا۔ اس عزت کے شمس الاسلام جلد ۱۱ نمبر ۱



بدلہ میں زیادہ عزت ملے گی۔ دنیا کے حاکم اور پڑوسی گاروں کے امام بن جائیں گے مگر اس کے بعد پھر ایک اور صلہ ہے جو اس سے زیادہ بہتر اور درجہ میں بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ وہ بلند مقامات اور مدارج ہیں جو آخرت میں حاصل ہوں گے۔ اب حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا مہاجر ہونا تو یقینی اور بدیہی ہے۔ مظالم برداشت کرنا ثابت ہے۔ اور اس کا صلہ دنیوی یعنی بہترین ٹھکانا اور امن زمین کی زندگی خلافت اور تمکن کی صورت میں اُن کو نصیب ہو گئی۔ تو اب اُن کے لئے اخروی درجات کے قطعی ہونے میں کون کون باطن شک کرے گا۔ ان کے ایمان کو مشکوک سمجھنا درحقیقت آیت کے غلط ہونے کا اعلان کرنا ہے۔

حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جن کو نکالا اپنے گھروں سے ناخق۔ صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تیکے اور مدر سے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھایا جاتا ہے۔ اللہ کا بہت اور اللہ یقیناً مدد کرے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست ہے زور والا۔ وہ لوگ اگر اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا۔ اور منع کریں برائی سے۔ اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا۔

**چوتھی دلیل** اِذْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَايِعْتُمْ ظِلْمًا وَاِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ اَلَّذِينَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَن يَقُولُو رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفُوتَ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصُلُوكٌ وَّ مَسْجِدٌ يَذْكُرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَّ لَيْتَ نَصْرَتُ اللَّهِ مَن يَنْصُرُهُ اِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ اَلَّذِينَ اِنْ مَلَكَتْهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِاِلْمَاعِدُوفٍ وَكَلَّمُوا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

(پارہ ۱۷ - ع ۱۳)

کفار کے مظالم سے تنگ اگر جن جان نثار صحابہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اور صرف کلمہ توحید کے ماننے کے جرم میں اپنے گھر بار سے نکالے گئے۔ اُن میں حضرت خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہیں۔ رب العالمین نے سورہ حج کی ان آیتوں میں ان مظلومین کو جہاد کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اور اپنی نصرت و امداد کا موکہ وعدہ بھی فرمایا۔ اور وعدہ کی وجہ بھی بیان فرمائی۔ کہ یہ فداکار میرا نام لینے کے جرم میں گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ اور ان کے اس جہاد کی غرض تو نیریزی بھی نہیں بلکہ عبادت گاہوں کی حفاظت اور فتنہ و فساد کا انسداد ان کا اصل مقصد ہے۔ اور ان مہاجرین کی منقبت یہ بیان فرمائی کہ جب یہ لوگ تمکن فی الارض یعنی حکومت کے عہد پر مقرر ہوں گے تو نمازوں کا قیام۔ زکوٰۃ کی ادائیگی۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر کے فرائض انجام دیں گے۔ یعنی خود دین پر کامل طور سے عمل پیرا ہو کر دوسروں میں بھی اسلام کی اشاعت کریں گے۔ حضرات خلفائے ثلاثہ کا ان مہاجرین میں سے ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس سے دشمن کو بھی مجال انکار نہیں۔ اور ان سب مہاجرین کا کامل الایمان ہونا اس آیت سے صریحاً ثابت ہو رہا ہے پس جسے عقل سلیم کا کچھ حصہ بھی عطا ہوا ہو۔ اس آیت سے صحابہ کرام کی عظمت کا قائل ہو جائے گا۔

”واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں۔ اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے۔ ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ وہ لوگ وہی ہیں سچے“

**پانچویں دلیل** اَلْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالُهُمْ يُبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ مہاجرین اپنے وطن کو صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے چھوڑ آئے تھے۔ اور اللہ کے دین شمس الاسلام جلالہ منسب

اور رسول کی حمایت میں ہمیشہ کمر بستہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے اُن کو صادقین کا خطاب بہترین ملا۔ اب بھی کوئی ان کے صدق و ایمان میں کچھ شبہ کرے تو وہ یقیناً بد بخت ازلی اور قرآن پاک کا منکر ہے۔

## چھٹی دلیل

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتِلًا أَوْ لَيْكًا أَكْثَرُ مِنْ الَّذِيْنَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَ قَاتِلُوا أَوْ كَلًّا وَعَدَّ اللَّهُ الْمُحْسِنِي﴾ (پارہ ۲۷ سورہ حدید ع ۱۷)

ترابر نہیں تم میں جس نے کھ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی۔ ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے اُن سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں۔ اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے خوبی کا۔

ف۔ اللہ کے راستہ میں جس وقت بھی کچھ خرچ کیا جائے اور جہاد کیا جائے وہ بہترین کام اور موجب اجر و ثواب ہے اللہ تعالیٰ دنیا یا آخرت میں اس کا بہترین بدلہ دے گا۔ لیکن جنہوں نے فتح مکہ یا ”حدیبیہ“ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بہت درجے حاصل کر گئے۔ بعد والے مسلمان اُن درجات عالیہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ اس وقت حق کی اطاعت اور اشاعت بہت مشکل کام تھا دنیا باطل پرستوں سے بھری پڑی تھی۔ اس وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی سخت ضرورت تھی۔ اور مجاہدین کو بظاہر اسباب و اموال و غنائم کی توقع بہت کم۔ ایسے حالات میں ایمان لانا اور خدا کے راستہ میں جان و مال لٹانا اور مصائب و آلام سہنا کامل الایمان اور صحیح الاعتقاد و الولاء العزم انسانوں کا کام تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ ”فتح“ سے پہلے ہی اسلام کے فدا کار۔ اور جان و مال کی قربانی کرنے والے تھے۔ بلکہ سابقین اولین ہی ہیں۔ لہذا وہ یقیناً سچے ایماندار تھے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ ہی کے لئے کیا۔ اُن کے کسی فعل میں بھی نفاق کا ذرہ بھر شائبہ نہیں۔ اور اُن کے درجات عالیہ بہت ہی بلند ہیں۔

## ساتویں دلیل

﴿لَا يَخْذُ تَوْمَاتٍ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَدُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحِهِ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ع ۳۷)

”تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے لوگ ہوں۔ اُن کے دلوں میں لکھ دیا ہے اللہ نے ایمان۔ اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے۔ اور داخل کرے گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ ہمیشہ رہیں اُن میں۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ وہ لوگ ہیں گردہ اللہ کا۔ خیر دار یقیناً جو گردہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔“

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کوئی اللہ و رسول کے مخالف سے دوستی نہ رکھے۔ اگرچہ وہ اس کا باپ بیٹا یا اور کوئی رشتہ دار ہو۔ وہی سچے ایمان والے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے صادقین کے دلوں میں ایمان جما دیا۔ اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کر دیا۔ اور ایک غیبی نور عطا فرمایا۔ جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے۔ اور روح القدس یعنی جبرئیل امین سے اُن کی مدد و فرامی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان یہی ہے انہوں نے اللہ و رسول کے کسی مخالف کو دوست نہ رکھا۔ اللہ و رسول کے معاملہ میں انہوں نے کسی کی پروا نہ کی۔ خواہ اپنا رشتہ دار اور بہت قریبی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ صحابہ کرام کے ایسے واقعات کتابوں میں بہت سے منقول ہیں۔ اور حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم بھی ہمیشہ یہی دستور رکھا۔ اللہ و رسول کے دشمنوں سے مؤدت کبھی نہ کی۔ جنگ احد میں حضرت ابوبکر صدیق اپنے بیٹے ”عبدالرحمن“ کے مقابلہ میں نکلے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق نے اپنے بھائی عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ اور اسی طرح حضرت عثمان نے اپنے غیر مسلم رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ پس ان حضرات

کے قلوب یقیناً ایمان و یقین سے لبریز تھے اور اللہ تعالیٰ کی غیبی امدادیں ان کے ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی رہا۔ وہی اللہ کے گردہ ہیں۔ اور مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

**آٹھویں دلیل** | لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَّا بَعَثْنَا هَارُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (سورہ فتح پ ۲۲ ع ۱۱)

تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تھے سے اُس درخت کے نیچے۔ پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا۔ پھر اتارا اُن پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک نفع نزدیک۔ اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لیں گے۔ اور ہے اللہ نبردست حکمت والا۔

کتب فریقین اس بارہ میں متفق ہیں کہ یہ آیات صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھیں۔ اور یہ حدیبیہ کے مقام پر بیعت کرنے والوں کے لئے ایک عظیم الشان بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا۔ وہ مومنین کا ملین ہیں۔ اور ان کے دلوں کے توکل یقین نیت۔ صدق و اخلاص اور حب اسلام و غیو کو اللہ تعالیٰ نے معلوم کر لیا۔ اور ان پر اپنا سکینہ اتارا۔ اور فتح قریب اور غنائم کثیرہ کا اُن سے وعدہ فرمایا۔ اور اس کو اپنا انعام و اکرام بتلایا۔ ان بیعت کرنے والوں میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شمولیت سے کسی کو انکار نہیں۔ ساری کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سفارت کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی بیعت کی۔ پس وہ بھی اُن مباہلین میں شامل ہو گئے۔ بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں یہ روایت موجود ہے۔ بلکہ شیعوں کی معتبر کتاب فروع کا فی (روضة) جلد ۱۵۱ میں بھی یہ روایت موجود ہے جس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جلالت شان ظاہر ہوتی ہے۔ اس آیت کے بعد کس کم نجات انہی کو حضرات خلفاء ثلاثہ کے ایمان کامل میں شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

**نویں دلیل** | وَجَعَلَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْبِقَنَّهُمْ خِلَافَتُهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ وَلِيِّكَ الْإِسْلَامِ إِنَّكَ رَضِيَ وَكَابَرْنَا لَنُفَعَّ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمَّا لَا يُجْبَدُونَ وَنَحْنُ لَا يُشْرِكُونَ بَعْدَ خَوْفِهِمْ أَمَّا لَا يُجْبَدُونَ (پارہ ۱۸ ع ۱۳)

وہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا کہ حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو اور جادے گا ان کے لئے دین اُن کا جو پسند کرو یا ان کے واسطے اور دے گا اُن کو اُن کے دُر کے بدلے میں امن۔ میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو۔

مَنْكُمْ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت جو مومنین حاضر تھے اُن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر کے فرمایا۔ کہ موجودہ ضعف و خوف اور بے امنی کی بجائے اللہ تعالیٰ تم کو تمکن فی الارض اور استخلاف کی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور ان کے اُس دین کی تمکین فرمائے گا جو خدا کو مرغوب و پسندیدہ ہے۔ اور یہ ایک آشکارا حقیقت ہے کہ تینوں نعمتیں یعنی استخلاف فی الارض۔ تمکین دین اور امن ان حضرات خلفاء ثلاثہ کو حاصل ہوا۔ یوم دفراس۔ مصر و افریقہ کی سرزمین ان کی زیر نگین ہو گئی۔ انہی کے مبارک زمانہ میں دین کو ہر طرح کی ترقی نصیب ہوئی۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوا۔ لہذا معلوم ہوتا کہ حضرات خلفاء ثلاثہ اس آیت کے مصداق اور اُموا و عملوا الصالحات کے کامل ترین نمونے تھے۔ اور ایمان اور عمل صالح شمس الاسلام جلد ۱۴ نمبر ۲۸

کے وصف میں تمام حاضرین و مخاطبین سے ان کا درجہ بڑھا ہوا تھا۔ اس آیت سے ان حضرات کے ایمان پر استدلال کرنے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ہم بخاری شریف میں مسند جبرائیل فیہر کی بناء پر کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محبوب و محب خدا و رسول ہونے کے اور دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت ارشاد فرمایا۔ لا تعطین هذه الراية غداً ارجلکم یفتح اللہ علی ید یہ یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ کہ میں کل یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کے حوالہ کروں گا۔ جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا اور وہ شخص اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ حضور کے اس فرمانے سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو جھنڈا عطا کیا جائے گا اور جس کے ہاتھوں فیہر کا قلعہ فتح ہو گا وہ محبوب و محب خدا و رسول ہے۔ صبح جب سب مسلمان اس شرافت و فضیلت خصوصی کے حصول کی امید پر حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی لے کر پکارا۔ حضرت علی سامنے آئے۔ انہیں جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھوں فیہر اللہ نے فتح کیا۔ پس معلوم ہوا کہ رات حضور نے جو فضیلت و خصوصیت ذکر کی تھی حضرت علیؑ اس سے متصف ہیں اور وہ محب و محبوب خدا ہیں۔ پس اس طرح اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ تم مسلمان حاضرین میں جو اہل درجہ کے کامل الایمان اعلیٰ مرتبہ کے نیک اور رسول کے کامل متبع ہیں۔ رسول کے بعد اللہ ان کو زمین کی حکومت دے گا اور جو دین اللہ کو پسند ہے ان کے ہاتھوں دنیا میں اُسے قائم کرے گا۔ گویا جس طرح لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے۔ اور دین حق کی بنیادیں جمائیں گے۔ اور خشکی و تری میں اس کا سکہ بھلا دیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کرے گا۔ وہ کامل امن و اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔ اور خدا کا یہ وعدہ ان خلفاء اربعہ رض کے زمانہ میں پورا ہوا پس ان خلفاء کا کامل الایمان ہونا بھی یقینی طور پر ثابت ہے۔

وسوین دلیل | قَالِیْنَ هَاجِدُوا وَ اُخْرِجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَوْ دُوا فِی سَبِیْلِی وَ قَتَلُوا وَ قَتِلُوا لَا کُفْرَ عَنْهُمْ سَبِیَاتِهِمْ وَلَا دُخَلَ فِتْنٌ حَتَّتْ جَبُوۃُ مِنْ حَتْمِهَا اَلَا تُظْهَرُ شَوَابَاۤءُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

”پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اوزل کالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور درگاہ میں ان سے بڑائیاں اور داخل کرونگا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے۔ اور اللہ کے ہاں ہے اچھا بدلہ“

اس پر شیخ مناظر نے یہ کہا کہ حکومت اور مملکت کا ملنا ایمان داری کی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ الذی حلج ابراہیم فی ربہ ان اتاک اللہ الملائکہ نمرود کو بھی اللہ تعالیٰ نے ملک دیا تھا۔ اس کا جواب سنی مناظر کی طرف سے یہ دیا گیا کہ شیعہ مناظر صاحب نے ہمارے استدلال اور آیت پر غور نہیں کیا۔ صرف ان کا حاکم ہونا اور صاحب مملکت ہونا ہم دلیل میں پیش نہیں کرتے۔ بلکہ آیت میں لفظ استخلاف ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح ہوں گے۔ وہ پیغمبر کے جانشین ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ دین اسلام کی بنیادیں استوار کرے گا۔ مسلمانوں کو کفار سے خوف نہ رہے گا۔ اور امن و چین سے صرف وعدہ لاشریک لہ خدا کی عبادت میں مشغول ہوں گے۔ اور فرمان برداری اس شان اور ان اوصاف کے ساتھ انہی خلفاء کو نصیب ہوئی۔ اور اسی وعدہ الہی کے مطابق نصیب ہوئی۔ تو اب کہاں نمرود کی سلطنت جو سراسر کفر و طغیان اور شرک و بت پرستی تھی اور کہاں ان نفوس قدسیہ کی خلافت جو سرتاپا اسلام کا صحیح نمونہ اور پیغمبر خدا کی صحیح جانشینی تھی۔ وشتان بین مشرق و مغرب۔ اب اس بدیہی فرق کو شیعہ نہ سمجھیں تو یہ ان کی بلاوت و کم نہی ہے۔ ورنہ فرق تین ہے۔

اس گیت میں ہما جبرین اور مظلومین مجاہدین و مقتولین فی سبیل اللہ کا ثواب بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان بندوں کی تقصیرات اور لغزشیں میں معاف کرتا ہوں۔ اور جنت کے باغات میں انہیں داخل کروں گا۔ اور ان کو بہترین بدلے گا۔ اللہ کی راہ میں ان پر کافروں نے ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے۔ اور ان کو اپنے گھروں میں چین کی زندگی گزارنے زدیتے تھے۔ طح طرح کی ایذا پہنچاتے تھے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ وہ میرا نام لیتے تھے۔ میرا ہی کلمہ پڑھتے تھے۔ مومنین کا ملین تھے۔ موحّد تھے۔ مخرجون الرسول و آیا کمران تو صوابا باللہ ربکم (متحدہ ۱۷) وَمَا لَكُمْ اَنْ تَقُولُوا مَا لِلّٰهِ الْحَزَنُ (بروج ۷۷) پس معلوم ہوا کہ جو لوگ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ وہ سچے مومن تھے۔ اُن کی لغزشیں (اگر تھیں) اللہ تعالیٰ نے بالکل معاف کر دیں۔ ان کے لئے جنت کی دائمی نعمتیں اور بہترین بدلے اللہ کے ہاں سے ہیں اور خلفاء ثلاثہ بھی بہ اتفاق فریقین ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ہجرت کی۔ اور ان کو ایذا نہیں دی گئیں۔ لہذا اُن کا کامل الایمان ہونا اس آیت کی بنا پر قطعی ہے۔

عام صحابہ کرام ہما جبرین و انصار اور خاص کر خلفاء ثلاثہ کے ایمان کو قطعی طہ سے ثابت کرنے والی آیتیں بہت سی ہیں جن سے ہر منصف مزاج فوراً یقین کر سکتا ہے کہ ان کا ایمان آفتاب نصف النہار کی طرح ایک جگہ تھی ہر فی حقیقت ہے۔ یہاں صرف عشرہ کاملہ پر اکتفا کیا گیا۔

۱۔ ان سب صاف و صریح دلائل کرنے والی آیتوں کے جواب میں شبہ منظر نے اٹھ کر بس یہی کہا کہ ان آیتوں میں اُن ہما جبرین کا ذکر ہے جنہوں نے واقعی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی ہے اور اخیر تک پھر وہ ایمان دار رہے۔ لیکن یہ حضرات خلفاء (نعمو باللہ) اس لئے ایمان دار نہیں کہ وہ غزوہ اعدا و غزوہ خنین میں بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے منافقت کی۔ رسول سے بے وفائی کی۔ اور شبہ منظر نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمْ إِلَّا الْمُؤْمِنُ يَنْصُرُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَئِنْ تَوَلَّوْهُمْ يَبْغِضْكَ اللَّهُ وَمَا وَلِيَهُ جَهَنَّمُ مَبْنِيًّا وَسَ مِثْلُ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ تَوَلَّوْهُمْ يَبْغِضْكَ اللَّهُ وَمَا وَلِيَهُ جَهَنَّمُ مَبْنِيًّا وَسَ مِثْلُ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ تَوَلَّوْهُمْ يَبْغِضْكَ اللَّهُ وَمَا وَلِيَهُ جَهَنَّمُ مَبْنِيًّا وَسَ مِثْلُ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كُنُفُؤُهُمْ أَفَرَحَّ بِكُمُ الصَّافِيُّونَ وَغَرَّبَ وَجْهُكَ وَالْمُؤْمِنُونَ

اور امد کے واقعہ کے بارہ میں ذکر ہے۔ وَإِنْ تَوَلَّوْهُمْ يَبْغِضْكَ اللَّهُ وَمَا وَلِيَهُ جَهَنَّمُ مَبْنِيًّا وَسَ مِثْلُ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرٰكُمْ فَأَتَابَكُمْ عَمَّا بَغِمْتِهِمْ

جب تم چلے جانے تھے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے اور رسول پکارا تھا تم کو تمہارے پیچھے سے۔ یا خنین کے بارہ ہے ثُمَّ وَكَيْتُمْ مَدِينًا

ایسے سخت موقع پر ان کا فرار اس کی دلیل ہے کہ یہ لوگ حقیقت میں منافق تھے اور بطور منافقت کے آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔ اور قرآن میں جہاں کہیں منافقین کا ذکر ہے۔ اُن سے مراد یہی لوگ ہیں جیسے وَمِمَّنْ حَوْلَكَ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ

الایہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ ظلم و عدوان روا رکھا کہ بارغ فدک جو کہ بوجہ وارث ہونے کے نص قرآنی کی بناء پر حضرت فاطمہ کا حق تھا انہوں نے جب و اکراہ سے چھین لیا۔ مرض و فاق میں حضور نے حضرت علیؑ کے بارے میں وصیت لکھوا نا چاہا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس میں رکاوٹ ڈالی اور حضور کے امر کی خلاف ورزی کی۔ ان وجوہ کی وجہ سے ہم یہ ہرگز نہیں مانتے کہ وہ حضرات ان آیتوں کے مصداق تھے اور با ایمان تھے۔ بلکہ اُن پر منافقین کی آیتیں چسپاں ہوتی ہیں اور اس ہم ان کو امی زمرہ میں شمار کرتے ہیں۔

(نوٹ) شبہ منظر نے اپنے اس مضمون کو کچھ اس گستاخانہ طرز سے ادا کیا جس کا سنا نہ کسی مسلمان سے گوارا ہو سکتا ہے اور نہ ظلم میں اتنی سکت ہے کہ اس کو لکھنے کے لئے کچھ حرکت کر سکے۔ لَئِنْ كَانُ السَّنَاتُ يَتَفَطَّرُونَ مِنْهُ وَتَشْتَقُّ (اور روض و تحف الجبال ۱۷۵) (ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور کھڑے ہوں زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھاکر) دل پر پتھر رکھ کر ان کے نفس مدعا کو ذرا مناسب الفاظ میں ادا کر دیا۔ رافضی شیعہ شمس الاسلام جلد ۱۱، نمبر ۳۰



## فصل ثانی

### خلفاء ثلاثہ کے ایمان کے متعلق صحیح حدیثیں

اگرچہ خلفاء ثلاثہ کے ایمان کے اثبات کیلئے ذخیرہ احادیث میں بے شمار صحیح حدیثیں ملتی ہیں۔ لیکن یہاں پر ان میں سے چند وہ صحیح حدیثیں جو صحاح ستہ اور خصوصاً بخاری و مسلم میں مروی ہیں پیش کرتا ہوں۔ حق کے مشلاشی کے لئے یہ بھی کافی ہیں۔

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من آمن الناس على في صحبته وماله ابو بكر ولو كنت متخذ اخليل غير مني لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن اخوة الاسلام وودته لاتتقين في المسجد باب الاسد الا باب ابى بكر (بخاری و مسلم)

(۲) عن محمد بن الحنفية قال قلت لابي ابي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر قلت نعم قال عمر وخشيت ان يقول عثمان قلت نعم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين (بخاری)

(۳) عن علي بن ابى طالب قال خير الامم بعد نبينا ابو بكر ثم عمر (بخاری)

(۴) عن ابن عمر عن كنانة قول رسول الله صلى الله عليه وسلم حي افضل امته النبي صلى الله عليه وسلم بعد ابي بكر ثم عمر ثم عثمان (بخاری)

ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ تحقیق سبے زیادہ اپنی رفاقت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔ اگر میں خدا کے سوا کسی کو غلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ لیکن ان سے اسلام کی اخوت و محبت ہے۔ مسجد میں سوائے ابو بکر کے اور کسی کی کھڑکی نہ رہے۔

”محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب میں کون بہتر ہے انہوں نے فرمایا ابو بکرؓ میں نے کہا اس کے بعد پھر فرمایا عمرؓ اب مجھے یہ غوث ہوا کہ اگر اب پوچھوں تو شاید عثمانؓ کا نام لیں جو میں نے از خود کہا کہ ان کے بعد پھر آپ ہیں۔ فرمایا۔ نہیں۔ میں تو صرف عام مسلمانوں کی طرح ایک شخص ہوں ابو بکر۔“

”حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ اس امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ابو بکر ہیں پھر عمر“ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ ص ۳۰) شیعہ بھائیوں کے اس گستاخانہ طرز عمل اور حضرات صحابہ کے بارے میں اس قدر انتہائی بد اعتقادی کے بعد بھی جو سنی حضرت ان کو ”مسلمان بھائی“ سمجھتے ہیں۔ ان کی وسیع المشربی اور ”رواداری“ جو حقیقت مدہانت فی الدین اور حق پوشی ہے۔ قابل ”داد“ ہی ہے اور لائق تعجب بھی افسوس ان کے اسلام میں ہر چیز کی گنجائش ہے۔

شیعہ منافق نے تبلیس سے کام لیکر یہ کہا کہ دیکھو مشرع فقہ اکبر سنیوں کے بڑے امام ابو حنیفہ کی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ وسبب الفیخاں لیس بکھڑ۔ پس میں سب و تم کا حق ہے یہ بڑی بات نہیں۔ اور سنی مناظر کا یہ کہنا کہ ”شعین کو علی الاعلان برا کہنا اور کافر ثابت کرنا کفر اور قرآن کے خلاف ہے“ امام ابو حنیفہ کے قول کی خلاف ورزی ہے۔ شیعہ کی اس تبلیس کا مفصل جواب دیا گیا جیسا کہ آئندہ فصول میں آپ دیکھ لیں گے۔ اور نیز ایک غلط و تم کی تائید کے لئے اس نے کتاب الامامۃ والسیاستہ کی عبادت پیش کرنا چاہا۔ اس کے متعلق بھی مفصل جواب آئندہ فصول میں ہے۔ شیعہ مناظر نے جس قدر مغالطہ انگیز جوابات دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی ان سب کا مفصل اور تحقیقی جواب باب ثانی کے فصول میں مذکور ہے۔



اس نے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی حضور نے مجھے فرمایا کہ جا کر دروازہ کھول دے اور اس کو جنت کی بشارت دے۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمرؓ تھے۔ میں نے ان کو جنت کی خوشخبری سنائی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے بھی اندر چلے آنے کی اجازت مانگی حضور نے مجھے فرمایا کہ جا کر دروازہ کھول دے۔ اور ایک مصیبت کی وجہ سے جو اس شخص کو پہنچے گی اس کو جنت کی بشارت سنائے۔ میں نے جا کر دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمانؓ تھے جو حضورؐ نے فرمایا تھا میں نے وہ سب بات سنا دی اس نے اللہ کی شکر گزاری کی اور پھر فرمایا کہ میں صرف اللہ ہی سے امداد طلب کرتا ہوں۔

ف۔ اس روایت سے صریحاً ان تینوں اصحابؓ کا جنتی ہونا ثابت ہو گیا۔ اور خود حضورؐ نے ان تینوں کو جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری سنائی۔ اب بھی کوئی زمانہ تو یہ اُس تک کی انتہائی شقاوت ہوگی۔

عليه وسلم افتحه وليشركه بالجنة ففتحت له فاذا هو عمر فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لي افتحه وليشركه بالجنة علي بلوى تصيبه فاذا عثمان فاخبرته بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم قال اللهم المستعان (بخاری شریف ۵۲۲)

”حضورؐ نے فرمایا جس نے (مسلمانوں پر وقف کرنے کے لئے) بیروم خرید کر وقف کیا۔ وہ جنتی ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے وہ خرید کر وقف کیا۔ پھر فرمایا جس نے ”جیش العسرة“ کے لئے سامان جہاد کی تیاری کی وہ جنتی ہے حضرت عثمانؓ نے یہ تیاری کی“

(۹) قال النبي صلى الله عليه وسلم من يحفر بيرومعة فله الجنة فحفرها عثمان وقال من جمع جيش العسرة فله الجنة فجمعها عثمان (بخاری ۵۲۲)

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے پہلی امتوں میں محمدؐ کا ہوا کرتے تھے اور میری امت میں حضرت عمرؓ کی جنت ہے۔“

(۱۰) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولقد كان فيما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احدٌ فاندعمر (متفق علیہ)

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ ابو بکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! میرا جی یہ چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا کہ میں بھی اُسے دیکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکرؓ۔ بے شک میری امت میں سب سے پہلے آپ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔“

(۱۱) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی یدخل منه امتی فقال ابو بکر یا رسول الله وددت انی کنت معک حتی انظر الیک فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی (ابوداؤد)

ف۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیقؓ نہ صرف کیے کامل الایمان بنتی ہیں بلکہ تمام جنتیوں سے پہلے آپ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ اور تمام امت محمدیؐ میں ان کی فضیلت و مرتبت ہر حیثیت سے زیادہ ہے۔

اور تمام امت محمدیؐ میں ان کی فضیلت و مرتبت ہر حیثیت سے زیادہ ہے۔

”خدیجہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معلوم نہیں میں تم میں کب تک رہوں۔ اس لئے چاہئے کہ تم سب میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی پیروی کیا کرو۔“

(۱۲) عن خدیجةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقعدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (ترمذی شریف)

”ابو بکرؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اتری جس میں آپ کو اورو ذی الحسرة ۳۶۱ھ ۵۷۲ھ

(۱۳) عن ابی بکرؓ ان رجلاً قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم رأیت کان میذا نازل من السماء ثم السلام جلد ۱۳ نمبر ۱۳

فوزنت انت وابوبكر فرجحت انت ووزن ابوبكر وعمر فرجح ابوبكر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ووزن الميزان فاستاء لها رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني فساء ذلك فقال خلافة نبوة شريوتي الله الملك من يشاء (ترمذى وابوداؤد)۔

(۱۴) عن الشيخ ان النبي صلى الله عليه وسلم صعدا احدا وابوبكر وعمر وعثمان فرجحت بهم فضر به برجله فقال اثبت احدا فانما عليك بنى وصديق وشهيدان (بخارى)

(۱۵) عن عبد الرحمن بن عوف ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ابوبكر فى الجنة وعمر فى الجنة وعثمان فى الجنة وطلحة فى الجنة والزبير فى الجنة وعبد الرحمن بن عوف فى الجنة وسعد بن ابى وقاص فى الجنة وسعيد بن زيد فى الجنة وابوعبيدة بن الجراح فى الجنة (ترمذى)

ابوبكر تو لاگيا۔ تو آپ کا پلہ بھاری ہوا۔ پھر ابوبکر و عمر دونوں تو لے گئے تو ابوبکر کا پلہ بھاری رہا پھر حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ تو لے گئے تو ان میں حضرت عمرؓ کا پلہ بھاری ہوا۔ پھر اس کے بعد وہ ترازو اٹھایا اس بات سے حضورؐ غمزدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کسی کو چاہے گا سلطنت دے گا۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سب احد کی پہاڑی پر چڑھ گئے پہاڑ پہننے لگا حضورؐ نے پاؤں مار کر فرمایا اے اعدا! تم جا۔ تجھ پر پیغمبر ہے ایک صدیق ہے۔ اور دو شہید ہیں۔

عبد الرحمن بن عوفؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن زیدؓ، ابو عبیدہ بن الجراحؓ یہ سب جنت میں ہوں گے۔

ف۔ حضورؐ کے اس ارشاد کی وجہ سے ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ یہ حضرات یقیناً اہل جنت اور کامل الایمان ہیں۔ اور ان کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ کہ حضورؐ نے ان کو اہل جنت میں ہونے کی بشارت دی ہے۔

صحاح ستہ کی احادیث کثیرہ میں سے یہ چند حدیثیں پیش کی گئیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ تینوں حضرات خلفاء راشدین یقیناً جنتی اور ایماندار ہیں۔ اور ان کے بہت فضائل و مناقب ہیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ امت محمدی میں داخل ہیں۔ بلکہ وہ تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کا ہمیں حکم کیا گیا ہے۔ خود حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ان کے ثمن و صحابی ہونے کی شہادت دی ہے۔ جس طرح شرائط نامہ میں لکھا گیا۔ ہم نے صحاح ستہ کی یہ حدیثیں پیش کر کے ان کا ایمان اور ان کی افضلیت ثابت کر دی۔ اور شیعہ کسی طرح ان پر نقص وارد نہیں کر سکتے اور ہماری صحیح روایتوں میں کوئی ایسی روایت بھی پیش نہیں کر سکتے جس سے ان کے ایمان کیا بلکہ فضیلت میں بھی کچھ معمولی سا نقص ثابت ہو سکے۔

اگرچہ اصول کے اعتبار سے ہم ذمہ دار نہیں کہ اپنے مدعا کو شیعوں کی کتابوں سے ثابت کریں۔ کیونکہ مسلمات خصم بطور الزام تو مستعمل کئے جاتے ہیں دعویٰ کے اثبات کیلئے نہیں مگر اصحاب ثلاثہ کا ایمان ایک حقیقت ہے۔ کہ اس کا اعتراف ہر کسی کو کرنا پڑتا ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات و روایات رسولؐ کے علاوہ خود شیعہ ائمہ معصومینؑ کے اقوال سے بھی یہ ثابت ہے۔ اس لئے یہاں پر ان شیعہ ائمہ کے اقوال شیعوں کی مستند کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ تاکہ خصم کو کسی طرح مجال انکار نہ رہے۔

## تبلیغی کتابیں

**کشف التلبیس** مصنف مولانا سید ولایت حسین صاحب دیوبند۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور

رسالہ "نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا مثنوی فوجانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس فطرت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے ہند بپرایہ میں بلیغ رد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۴ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ محصول ڈاک علاوہ۔

**برق آسمانی** جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح و عقائد عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ انہیں خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور انکے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے رعایتی قیمت ۴

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

**صور اسرافیل** جو اگست ۱۹۰۳ء میں شائع ہو کر خراج خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سخت الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرک پر قرآن مجید احادیث نبوی کریم اقوال ائمہ سادات صوفیائے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کے

افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیرہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرا بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ حجم ۱۳۲ صفحہ قیمت ۴ محصول ڈاک ۴

**مازیانہ نقشبندیہ** مولفہ مولانا حکیم حافظ عبد الرسول صاحب

بکھروی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴ علاوہ محصول ڈاک۔

**اجتناب الخفیہ** اس رسالہ میں صد ہا علمائے اسلام کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن

میں دلائل واضح و براہین قاطعہ سے فرقہ و افق و مرزائیہ کا ارتداد اور رافضی و میرزائی سے مثنوی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴

**تحفہ میرزا ئیہ** یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۰۳ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴

**حقیقت شیعہ** مولفہ قطبی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے سربراہ رازوں کا انکشاف فی سیکڑہ پانچ روپے فی نسخہ ۴

**ہدایا القرآن** عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا بلیغ رد۔ نیز اس رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے

مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۴

**کتاب تحقیق المرام فی منع القراءة خلف الامام**

تصنیف لطیف حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس میں حضرت مصنف مرحوم نے حقیقت کی تائید کرتے ہوئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے پر قوی دلائل پیش کئے ہیں۔ قیمت ۸

ملنے کا پتہ: پیچہ جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)



رسالہ خیر جاری و مذہب خاکساری از تصنیف مولانا محمد بہاؤ الحق

فتاویٰ کا مجموعہ قیمت فی نسخہ ۰ رنی سینکڑہ صرف دور روپے  
محصول بذمہ خریدار۔

**خاکساری فتنہ** خاکساری لعنت کے غلات یہ پہلی

علماء کرام کو بیدار کیا جس کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان  
مشرقی محمدی دستبوس سے محفوظ ہوا۔ اور جس کو دیکھ کر خاکساری  
کی تعداد کثیر نے خاکساری سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت

عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ  
میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر ہفتوں ہاتھ

نکل گئی یہ پانچواں ایڈیشن ہے جس کے ۹۲ صفحات ہیں  
از مولانا پیر زادہ محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی۔ قیمت فی نسخہ ۳۰

شیعوں نے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس  
**کشف الغطاء** میں بڑے خود سو آیات قرآنیہ سے

ارسال یدین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے۔ مولانا سید  
غلام حسن شاہ صاحب پرہاروی نے کشف الغطاء کے نام سے

اس کا نہایت عمدہ روایت فرمایا ہے جس میں قرآن و حدیث  
اور کتب مذہب شیعہ سے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت

دینے کے علاوہ شیعوں کے پیش کردہ دلائل کا جواب دیا ہے  
اس کے علاوہ شیعوں کے دوسرے مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے

فی نسخہ ۲۰۔  
**المشرقی علی المشرقی** مشرقی عقائد اور اس کی تحریک

آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ  
اور اہل قلم حضرات کے تبصروں، بیانات اور فتاویٰ

مقتدر رجالہ کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری  
و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل دید مجموعہ۔ قیمت

فی نسخہ ۳۰۔

صاحب قاسمی امرت سہری قیمت ار  
مظلوم قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب لم بی۔ اسے

اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی  
مساوات و اسلامی تعلیمات کو موثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں

کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ قیمت ۵۰

**اسلامی جہاد** راولپنڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان کیمپ  
منعقدہ ۱۸/۹-۱۹/۹ اردو ستمبر ۱۳۳۸ میں انصار اسلام

سے آئے مکبر الصوت پر خطاب حسین اسلامی جہاد کی حقیقت اور  
فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عبد حاضر

کی بعض لمحات عسکری تنظیموں پر بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے  
از مولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر مجلس مرکزی حزب انصار

بھیرہ قیمت ۲۰۔  
**خاکساری مذہب** ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے

علماء کرام کی طرف سے خاکساری مذہب پر حقیقت افزہ تبصرہ جو بصورت  
ٹریکٹ شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا از مولانا ظہور احمد

صاحب بگوی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۲۰۔  
مذہب پنجاب غایت اللہ مشرقی کے کفر پر رد خیالات

**مشرقی فتنہ** پہلا جواب تنقید از قلم جناب سید ابوالاعلیٰ  
صاحب بود دی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۰ رنی

سینکڑہ صرف دور روپے علاوہ محصول ڈاک۔  
مذہب پنجاب غایت اللہ

**ضرب کی ہر خبر خاکساری** مشرقی کے عقائد  
اور اس کی تحریک خاکساری کے متعلق علماء مصر و بیت المقدس

و ترکی و مکہ معظمہ کے حضفی شافعی مالکی اور حنبلی علماء کرام کے

ملنے کا پتہ :-

بینجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)